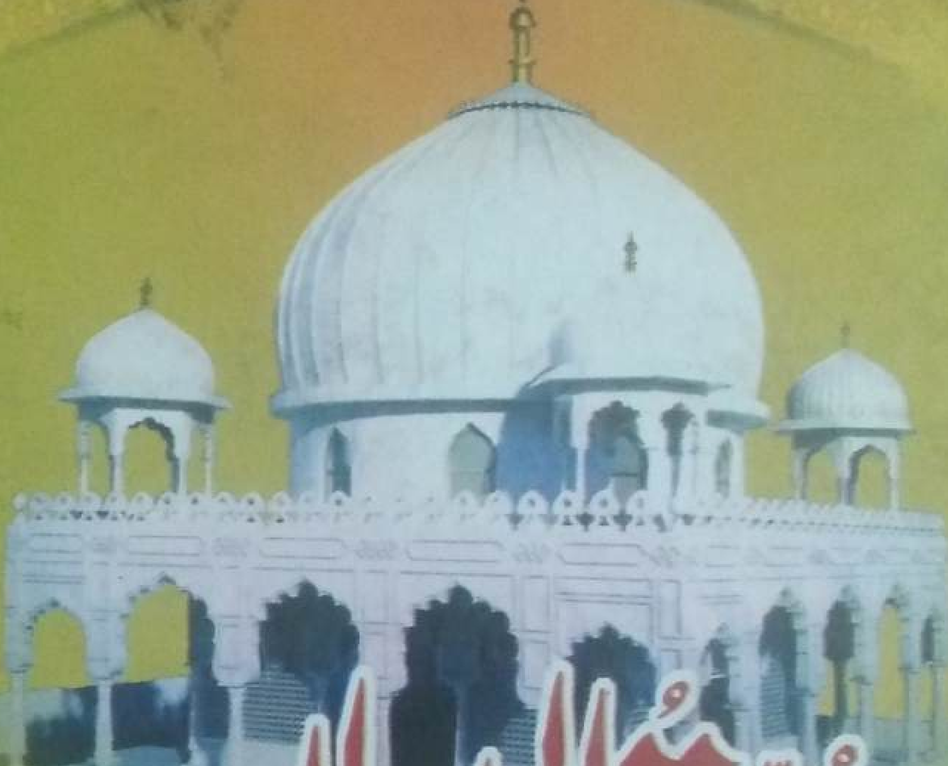
بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا اللہ جل جلالہ

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلی آلک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ

مجددِ عصرِ حاضر کی سیرت پر لکھی جانے والی کتاب کا اردو ترجمہ



دُرۃُ البیان

فی سیرۃ

قطب الارشاد
قیوم زمان مجددِ دوران

حضرت اخندزادہ سیف الرحمن قدس سرہ المنان

باہتمام
جگر گوشہ قیوم زماں حضرت صاحبزادہ
نجیب اللہ السیفی صاحب مدظلہ العالی

مصنف
علامہ محمد یوسف المعنوی السیفی مدظلہ العالی

مترجم
مفتی سید ایاز احمد شاہ سیفی

مکتبہ سیفیہ
مرکزی آستانہ عالیہ سیفیہ
فقیر آباد شریف لاہور

ترجمہ درۃ البیان

فی سیرۃِ قطب الارشاد قیومِ زماں مجددِ دوراں

اخندزادہ سیف الرحمٰن قدس سرہٗ المنان

مصنف:

مولانا محمد یوسف المعنوی السیفی

مترجم:

مفتی سید ایاز احمد شاہ سیفی فاضل جامعہ نعیمیہ، لاہور

مکتبہ سیفیہ

مرکزی آستانہ عالیہ سیفیہ فقیر آباد شریف، رنگ روڈ، لاہور

نام کتاب : ترجمہ درۃ البیان فی سیرۃِ قطب الارشاد قیوم زماں مجدد دوراں اخندزادہ سیف الرحمٰن قدس سرہٗ المنان

باہتمام : جگر گوشۂ مجدد دوران، پیر طریقت صاحبزادہ حاجی نجیب اللہ السیفی

مصنف : مولانا محمد یوسف المعنوی السیفی

مترجم : مفتی سید ایاز احمد شاہ سیفی فاضل جامعہ نعیمیہ، لاہور

پروف ریڈنگ : علامہ سید شہباز احمد شاہ سیفی، فاضل جامعہ نعیمیہ، لاہور

ناشر : مکتبہ سیفیہ مرکزی آستانہ عالیہ سیفیہ فقیر آباد شریف، رنگ روڈ، لاہور

ملنے کے پتے

مکتبہ سیفیہ، مرکزی آستانہ عالیہ سیفیہ فقیر آباد شریف، لاہور

مکتبہ سیفیہ، جامعہ امام ربانی فقیر کالونی اورنگی ٹاؤن، کراچی

مکتبہ محمدیہ سیفیہ، راوی ریان شریف، لاہور

نعیمیہ بک اسٹال، حق سٹریٹ، اردو بازار، لاہور

نیو مکتبہ نعیمیہ، سیکنڈ فلور جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو، لاہور

شبیر برادرز، 40 اردو بازار، لاہور

زاویہ پبلشرز، دربار مارکیٹ، لاہور

جامعہ سیفیہ ہاشم آباد شریف، کوٹ سلطان ضلع لیہ

فہرست

انتساب

شہبازِ طریقت، عارفِ شریعت، عامل السنہ، شیخ المشائخ، سرمایۂ ملت، فخرِ اہلسنت، سید الاتقیاء، امام الاصفیاء، نابغۂ عصرِ حاضر، جانشینِ امام خراسان، بقیۃ السلف، جگر گوشۂ مجددِ دوراں، شیخ القرآن والحدیث

حضرت علامہ مولانا

محمد سعید حیدری السیفی

اطال اللہ حیاتہ، دامت برکاتہم علینا وعلی سائر السالکین

زینتِ آستانہ عالیہ فقیر آباد شریف، لاہور

کے نام

جن کے جلال کو دیکھ کر جلالِ فاروقی (رضی اللہ عنہ) کی یاد تازہ ہوتی ہے اور جن کی شفقت و محبت بے نظیر و بے مثال ہے۔

سید ایاز احمد شاہ سیفی

الاہداء

جگر گوشۂ مجددِ عصرِ حاضر، پیر طریقت، رہبرِ شریعت، عالمِ نبیل، فاضلِ جلیل
پیکرِ صدق وصفا، منبعِ عجز ووفا، حجۃ العلماء، استاذ الاساتذہ

حضرت علامہ

مولانا محمد حمید جان السیفی

دامت برکاتہم العالیہ

کے نام

جن کی ہر ہر ادا سُنّتِ مصطفیٰ ﷺ
ایسے پیرِ طریقت پہ لاکھوں سلام

عرضِ ناشر

مکتبہ سیفیہ مرکزی آستانہ عالیہ سیفیہ فقیر آباد شریف رنگ روڈ، لاہور اپنے پیر بھائیوں کی خدمت میں دینی معلوماتی، شریعت، طریقت وتصوف کے موضوعات پر مشتمل کُتب پیش کرتا رہتا ہے۔ ان کتب میں سے ایک ''دُرۃ البیان فی سیرۃ اخندزادہ سیف الرحمٰن قدس سرہٗ المنان'' بھی ہے جسکا ترجمہ قارئین کے سامنے ہے۔ یہ ایک ایسا کام جو اس سے پہلے نہیں کیا گیا یعنی حضرت مجدد دوران قیوم زمان اخندزادہ سیف الرحمٰن قدس سرہٗ المنان کی سیرت طیبہ پر مشتمل پہلی اور نایاب کتاب جو آپ قدس سرہٗ کی حیاتِ ظاہری میں ہی لکھی گئی تھی اب اس کا اردو ترجمہ کرنا وقت کی ضرورت تھی جو پوری ہوگئی اور مکتبہ سیفیہ نے اس کتاب کو زیورِ طباعت سے آراستہ کر کے آپ تک پہنچایا اور ان شاء اللہ العزیز مکتبہ سیفیہ ایسی دینی کتب شائع کر کے اپنے پیر بھائیوں تک پہنچاتا رہے گا۔ اللہ رب العزت مزید خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

پیر طریقت صاحبزادہ حاجی نجیب اللہ سیفی

انچارج مکتبہ سیفیہ مرکزی آستانہ عالیہ سیفیہ

فقیر آباد شریف رنگ روڈ، لاہور

تقریظ

جگر گوشۂ مجدد دوران، فخر المشائخ، عظیم مذہبی سکالر، پیر طریقت، رہبر شریعت عارفِ معرفت وحقیقت، عالمِ ربانی، حضرت علامہ مولانا احمد سعید یار جان السیفی دامت برکاتہم العالیہ

حَامِدًا و مُصَلِّیًا۔ اما بعد!

اعوذ باللہِ من الشیطٰنِ الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِo

میرے شاگرد و مرید سید ایاز احمد شاہ سیفی نے جب آ کر یہ بتایا کہ ''درۃ البیان فی سیرۃ اخندزادہ سیف الرحمٰن قدس سرہٗ المنان'' کا اردو ترجمہ کرلیا ہے، اس سے دلی مسرت ہوئی اور دل سے ان کے لیے دعائیں نکلیں کہ واقعی اس کام کی ضرورت تھی جو انہوں نے کیا ہے۔

کیونکہ حضرت سیدی و والدی مبارک صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین میں سے اردو کو جاننے والے کثیر ہیں اور مزید برآں اُردو پاکستان کی قومی زبان بھی ہے۔ اس لیے ''درۃ البیان'' کا عربی، فارسی اور پشتو کے بعد اردو ترجمہ ہونا ضروری تھا۔ جو

انہوں نے کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اِن کی کوشش کی قبولیت عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین۔

احقر احمد سعید السیفی عرف یار جان

خادم آستانہ عالیہ فقیر آباد شریف، لاہور

تقریظ

زبدۃ العلماء، فخر الاصفیاء، امام الفضلاء، قاطع نجدیت، فاتحِ رافضیت، شیرِ اہلسنت، مصنف تصنیفاتِ کثیرہ، سید السادات، عارفِ شریعت وطریقت حضرت العلام مفتی سید احمد علی شاہ سیفی ترمذی دامت برکاتہم العالیہ

آستانہ عالیہ سیفیہ فقیر کالونی، کراچی

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیمؕ

الحمد للّٰہ کفٰی والسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی اما بعد!

زیرِ نظر کتاب ''درۃ البیان فی سیرۃ اخندزادہ سیف الرحمٰن قدس سرّہٗ المنان'' جو سیدی وسندی قلبی وروحی فداہٗ، اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجددِ دین وملت، غوث ملت، امام الاولیاء، مخدوم الاصفیاء والفقراء، شمس العلماء، محور الاتقیاء، عامل قرآن، منبع علم و عرفان، مظہر فیوضِ یزدان، قطبُ الاقطاب، قیوم زمان، خواجہٗ خواجگان حضرت خواجہ سیف الرحمٰن پیرارچی خراسانی المعروف مبارک صاحب رحمۃ اللہ الباری کی سوانح حیات پر مشتمل ایک منفرد اور مستند گلدستہ ہے جو عربی، فارسی اور پشتو زبان پر مشتمل ہے۔ اردو خواں حضرات پر جناب فاضل نوجوان، عالم نبیل، فاضلِ جلیل حضرت علامہ ومولانا سید ایاز احمد شاہ سیفی صاحب زید مجدہٗ فاضل جامعہ نعیمیہ، لاہور جنہوں

نے اُردو زبان میں اس کتاب مستطاب کو منتقل کر کے احسان فرمایا ہے تاکہ انہیں حضرت قیوم زمان مبارک صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی پاکیزہ زندگی کو پڑھنے، سمجھنے اور اپنانے کا موقع میسر نہ آسکے۔ مترجم ایک نہایت سلجھے ہوئے انسان ہیں اور ایک علمی و روحانی خانوادے کے فرد ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں تمام مسلمانوں کی طرف سے اور خصوصاً سالکینِ سیفیہ کی طرف سے اجرِ عظیم عنایت فرمائے۔ اور انہیں مزید خدمتِ دینِ متین کرنے کی سعادت نصیب فرمائے۔ حضرت مبارک صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک عظیم علمی، دینی اور روحانی شخصیت کے حامل تھے اور اخلاقِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بہترین عملی نمونہ تھے۔ جنہیں دیکھ کر بلاشک وشبہ آقائے دوجہاں، صاحبِ لولاک، قاسم خیرات نبی اکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد تازہ ہو جاتی تھی، حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی بلاشبہ اس شعر کی مصداق ہے!

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

ایسی نادر روزگار شخصیات صدیوں بعد پیدا ہوتی ہیں اور ان کی برکات بھی صدیوں پر محیط ہوتی ہیں۔ اور ایسے صالحین کے تذکرے کے وقت رحمتِ الٰہی کی برسات ہوتی ہے جیسا کہ امام سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ۔

ترجمہ: ”یعنی صالحین کے ذکر کے وقت رحمتِ الٰہی نازل ہوتی ہے۔“

(اتحاف السادۃ المتقین جلد:۱، صفحہ:۳۵۰، القول المبرور فی الاذان علی القبور صفحہ:۵۱)

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بمجوہ ذکرہ و ذکر اصحابہ فان عند ذکر الصالحین

تنزل الرحمة و عند نزول الرحمة یحصل للقلوب الاطمینان و السکینه ط

ترجمہ: ''یعنی محض ذکرِ حضور علیہ السلام اور ذکرِ صحابہ رضی اللہ عنہم سے دل مطمئن ہوتے ہیں کیونکہ صالحین کے ذکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے اور نزولِ رحمت کے وقت دلوں کو اطمینان اور تسکین حاصل ہوتی ہے۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ذکر الانبیاء مِن العبادة و ذکر الصالحین کفارة۔

یعنی انبیاء کرام کا ذکر عبادت ہے اور صالحین کا ذکر گناہوں کا کفارہ ہے۔

(رواہ الدیلمی فی مسند الفردوس عن معاذؓ، جامع صغیر للسیوطیؒ جلد:۲، صفحہ:۱۹، الفتح الکبیر للنبہانی جلد:۲، صفحہ:۱۲۰، فیض القدیر للمناوی جلد:۳، صفحہ:۵۶۴)

السراج المنیر جلد:۲، صفحہ:۲۹۹ میں ہے:

ذکر الانبیاء و المرسلین من العبادة و ذکر الصالحین کفارة۔

یعنی انبیاء و رسل کا ذکر کرنا عبادت ہے اور صالحین کا ذکر کرنا گناہوں کا کفارہ ہے۔

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے مسلمانوں کے ایمان کو بچانے کے لیے ہر محاذ پر اپنے علمی و روحانی جواہراتِ عالیہ سے صحیح مسلکِ حق اہلِ سنت و جماعت کی صحیح سچی علمی و عملی تعبیر پیش کر کے دینِ حق کے رُخِ زیبا سے گردِ زمانہ کو صاف کیا اور اُسے بے نقاب کر دیا تا کہ ہر منصف مزاج شخص اس کی حقانیت کو تسلیم کرتے ہوئے اُسے اپنے

لیے مشعلِ راہ بنا سکے اور اللہ ورسول ﷺ کی بارگاہ میں سرخرو ہو سکے۔ حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی اسوۂ حسنہ کی آئینہ دار، قرآن کریم کی عملی تفسیر، احادیثِ نبویہ کی صحیح تشریح ہے، اور جن کی خداداد صلاحیتِ علم وعمل واخلاص نے لاکھوں لوگوں کو حیاتِ روحانی عنایت کی، مردہ دلوں کو زندہ کیا، ہزارہا فساق وفجار لوگوں کو سیدھے راستے پر گامزن کیا، اس طرح کے علماء جو حقیقتاً انبیاء کرام کے وارث ہوتے ہیں، ان سے محبت کرنا اور ان کا احترام واکرام کرنا لازمی امر ہے اور یہ نبی کریم علیہ السلام سے ہی محبت کرنا اور احترام کرنا ہے۔ اور ان سے بغض وعناد رکھنا اُن پر بلاوجہ شرعی کے طعن وتشنیع کرنا نہایت قابلِ مذمت فعل ہے۔ جیسا کہ تکملہ حاشیہ ابن عابدین جلد:۱، صفحہ:۱۱۱، ہدایۃ الابرار صفحہ:۱۲۴، اور جامع الرموز جلد:۲، صفحہ:۴۸۹، کتاب الشہادۃ پر ہے کہ:

من طعن فی علماء الامّۃ لا یلومنّ الا اُمّہ۔

یعنی جو علماء امت پر طعن وتشنیع کرے تو وہ اپنی ماں کو ہی ملامت کرے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اپنے حبیب کریم ﷺ کے طفیل حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے مرقدِ انور پر اپنے نُور کی بارش نازل فرمائے اور ہمیں اُن کے فیوض وبرکات سے مالامال فرمائے۔ آمین بحرمۃ النبی الکریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ و اصحابہ و بارك وسلّم۔

حررہٗ

خادم الاولیاء والعلماء الحقانی

فقیر سید احمد علی شاہ سیفی حنفی ترمذی سواتی

اورنگی ٹاؤن نمبر ۱۰، فقیر کالونی، کراچی

بتاریخ: ۱۹ مئی ۲۰۱۲ء ۲۸/ جمادی الثانی ۱۴۳۳ھ

عرضِ مترجم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی و نسلم علٰی حبیبہ الکریم

امّا بعد

گذشتہ سال حضرت مبارک قدس سرہٗ کے عرس کے ایام میں برادرِ اکبر حضرت مولانا سید فیاض احمد شاہ سیفی زید مجدہٗ نے فارسی رسالہ ''صد مسائل'' کا اردو ترجمہ کر کے جگر گوشۂ مجددِ دوراں پیر طریقت، رہبرِ شریعت، واقفِ رُموزِ معرفت و حقیقت، منبع علومِ ظاہرہ و باطنہ، حضرت صاحبزادہ مولانا حمید جان السیفی دامت فیوضاتہم العالیہ کے حضور پیش کیا تو آپ دامت برکاتہم العالیہ نے پسند فرمایا اور ساتھ ہی یہ حکم بھی فرمایا کہ ''دُرّۃ البیان فی سیرۃ اخندزادہ سیف الرحمٰن قدس سرہٗ المنان'' جو کہ عربی، فارسی اور پشتو زبان میں چھپ چکی اس کا اردو ترجمہ کرو۔

آپ دامت برکاتہم العالیہ سے ملاقات کے بعد برادرِ اکبر نے درّۃ البیان کے ترجمہ کی ذمہ داری فقیر کے ناتواں کندھوں پر ڈال دی۔ اگرچہ اپنی بے بضاعتی اور کم علمی کے احساس نے اِس بارِ گراں کو اٹھانے سے بارہا روکا اور کہا کہ ''چہ نسبت خاک رَا بعَالَم پاک'' کہاں تم اور کہاں مجددِ عصرِ حاضر قدس سرہٗ المنان کی سیرۃ۔ لیکن پھر یہ بات حوصلہ بڑھادیتی کہ حضور مولانا صاحب دامت برکاتہم العالیہ ظاہری و باطنی

نظر رکھتے ہیں۔ اُن کا حکم حکمت و مصلحت سے خالی نہیں ہو سکتا۔'' تو عزم مصمم کر لیا کہ اس ذمہ داری کو ضرور نبھانا ہے، تو ترجمہ کے کام کو شروع کرنے میں پہلی مشکل یہ تھی دُرَّۃُ البیان کتاب تقریباً نایاب تھی اس کا ڈھونڈنا دشوار کام تھا تو اسی دوران جگر گوشۂ مجددِ عصر حاضر، پیکر صدق وصفا، معدن حلم وحیاء حضرت قاری محمد حبیب جان السیفی دامت برکاتہم العالیہ سے ملاقات ہوئی اور اس موضوع پر گفتگو ہوئی تو قاری صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے فرمایا کہ میرے پاس صرف ایک نسخہ موجود ہے جو اپنے مطالعہ کے لیے سنبھال کر رکھا ہوا ہے، اس شرط پر دے سکتا ہوں کہ ترجمہ کرنے کے بعد مجھے واپس کر دیا جائے، فقیر نے اس وعدے کے ساتھ کہ ترجمہ کر کے آپ کی کتاب واپس کر دی جائے گی وہ نسخہ لے لیا۔

کچھ دن بعد جب ترجمہ کا کام شروع ہو چکا تھا برادرِ اکبر کی ملاقات جگر گوشۂ مجدد دوران، حضرت صاحبزادہ حاجی نجیب اللہ السیفی دامت برکاتہم العالیہ (جو کہ مرکزی آستانہ عالیہ سیفیہ فقیر آباد شریف کے مکتبہ سیفیہ کے مالک و ذمہ دار ہیں) سے ہوئی درۃُ البیان کے ترجمہ کے حوالے سے گفتگو ہوئی تو آپ دامت برکاتہم العالیہ نے فرمایا کہ کتاب کا ترجمہ مکمل کر لیں تو میں مکتبہ سیفیہ فقیر آباد شریف کی طرف سے اس کتاب کی اشاعت کروں گا۔ اللہ رب العزت آپ دامت برکاتہم العالیہ کی اس سعی جمیلہ کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ (آمین)

جب ترجمہ کا کام شروع ہوا تو بعض مقامات پر دشواری بھی پیش آئی اور اس کے ساتھ ساتھ حکم تھا کہ نفسِ کتاب کا ترجمہ کیا جائے تو میں نے لفظی ترجمہ سے ذرا ہٹ کر سلیس ترجمہ کیا تاکہ سمجھنے میں مشکل پیش نہ آئے اور وہ بعض مقام جہاں صرف

ترجمہ سے بات واضح نہ ہوئی تھی۔ عرضِ مترجم کے ساتھ اس کی مختصر سی وضاحت کردی ہے۔

اس بات کا مجھے شدت سے احساس ہے کہ حضرت مجدد عصر حاضر، امام خراسانی قدس سرہٗ کی سیرت مبارکہ کے لیے یہ چھوٹی سی کتاب ناکافی ہے لیکن اس کتاب کو یہ اعزاز حاصل تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری حیات میں کتب سیرۃ میں سے سب سے پہلے لکھی گئی تھی اور اسے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں مقبولیت حاصل تھی اس لیے جس طرح مصنف مدظلہ نے اس کو مختصر لکھا اسی طرح اس کا ترجمہ کیا گیا ہے اور ترجمہ میں حتی الوسع کوشش کی گئی ہے کہ کسی قسم کی کمی نہ رہے۔ لیکن پھر بھی انسان خطا کا پتلا ہے اس میں اگر کوئی کمی رہ جائے تو اس کی نسبت میری طرف ہے اور اچھائی کی نسبت اللہ کی طرف ہے اور قرآن پاک نے بھی اپنے اس ارشاد میں:

مَا اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللهِ وَمَا اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِكَ۔ (پارہ:۵، سورۃ النسآء، آیت:۷۹)

ترجمہ: ''اے سامع! تجھے جو بھلائی (اچھی شئے) پہنچے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو برائی (کمی کوتاہی) پہنچے وہ تیری اپنی طرف سے ہے۔''

ہمیں اسی بات کی تعلیم دی ہے۔

(اللہ تعالیٰ ہماری کوتاہیوں سے درگذر فرمائے)

اس کتاب کے ترجمہ کے بعد اس بات کی ضرورت بڑھ گئی ہے کہ حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی حیاتِ مبارکہ کے باقی ماندہ حالات اس کتاب میں درج نہیں ہیں۔ کیونکہ یہ کتاب ۱۴۱۲ھ بمطابق ۱۹۹۱ء میں یعنی ۲۱ سال قبل لکھی گئی ہے۔ اس کے لیے

ایک علیحدہ حصہ ہونا چاہیے جس میں ان حالات کی تفصیل موجود ہو (ان شاء اللہ العزیز) اس کتاب کی اشاعت کے بعد اگر حالات واسباب نے ساتھ دیا تو اس کے حصہ ثانی پر کام شروع کر دیا جائے گا جس میں ۱۴۱۲ھ یعنی ۱۹۹۱ء کے بعد سے لے کر حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے وصال تک کے تمام حالات تفصیلاً درج کر دیے جائیں گے تا کہ حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی مکمل طور پر کتابی شکل میں پیر بھائیوں تک پہنچ سکیں۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ اس حقیر کاوش کو اپنی اعلیٰ، بلند و بالا بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے۔ (آمین ثم آمین بجاہِ سید المرسلین)

سید ایاز احمد شاہ سیفی

تقدیم

شیخ المشائخ، امام اولیاءِ والاصفیاء، قائد الکاملین، قدوۃ العارفین، سید السالکین، حاجی الحرمین الشریفین، مجد دِ دوران، خواجۂ خواجگان، سیدی ومرشدی، قلبی وروحی فداہٗ حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن قدس سرہ المنان کی سیرتِ طیبہ پر عربی زبان میں مختصر کتاب دُرَّۃ البیان فی سیرۃ اخندزادہ سیف الرحمٰن قدس سرہٗ المنان کے نام سے لکھی گئی اس کے ساتھ ساتھ فارسی زبان میں ترجمہ بنام نزھۃ الریان فی درۃ البیان کیا گیا پھر اس کتاب کے افادہ میں اضافے کے لیے ذیل میں پشتو زبان میں بھی ترجمہ درج کردیا گیا ہے تاکہ زیادہ لوگ مستفید ہوسکیں اور میرے عزیز شاگرد سید عبدالرحمٰن الحسینی الکاشکوتی نے اس کتاب کے حواشی میں بعض مغلق مقامات کو حل کر کے بعض مقامات کی وضاحت کر کے اور مسائل کے مراجع کا ذکر کر کے اس کے فوائد کو مزید بڑھادیا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے سوال کیا جاتا ہے کہ ہمیں اور ہمارے بھائیوں کو اس سے نفع پہنچائے۔ (آمین)

وہی توفیق کا مالک ہے اور میں اسی پر بھروسہ کرتا ہوں اور اسی کی طرف امید رکھتا ہوں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے اپنے ذکر کو اپنے اس ارشاد: وَ لَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ کے ذریعے بلند فرمایا اور اس نے متقین کی تعریف اس عظیم خطاب سے کی:

اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ نَہَرٍ۔

ترجمہ: ''بیشک متقین باغات میں اور نہروں پر ہوں گے۔''

درود وسلام نازل ہوں اس ہستی پر جنہیں اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ، وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ کے ذریعے شرحِ صدر اور بلندیٔ ذکر کا خطاب عطا فرمایا گیا۔

اور آپ کی آل پر اور اصحاب پر جو تمام اُمت سے زیادہ صالح اور پاکیزہ ذکر والے ہیں۔

اُن کے نقش قدم پر چلنے والے علماء عاملین اور اولیاءِ کاملین پر جو قربِ خداوندی کی نعمتِ عظمیٰ سے محشر اور محضر کے دن تک بہرہ مند ہیں۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد

بندہ جو پروردگار وغنی ذات کا محتاج ہے، اللہ تعالیٰ کی رَسی کو مضبوطی سے تھام کر، دین کا خادم محمد یوسف المعجوی، القرغانی (صوری اور معنوی فتنوں سے اللہ تعالیٰ

اس کی حفاظت فرمائے۔)

یہ کتاب قطبِ دوران، مجددِ زمان حضرۃ اخندزادہ سیف الرحمٰن قدس سرہ (وہ ہدایت کا آفتاب ہمیشہ ہم پر اور ہمارے تمام برادرانِ طریقت پر روشن رہے) کی سیرت پر مشتمل ہے اور آپ کی مبارک زندگی کے ابتدائی حالات سے لے کر اس کتاب کے مسودہ کے تیار ہونے تک تمام کا ذکر کیا جائے گا۔ اس کتاب میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی علومِ دین اور معرفت خداوندی کی خدمات پر روشنی ڈالی جائے گی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی معرفتِ خداوندی کی نشر و اشاعت کے لیے مختلف علاقوں اور شہروں کی طرف ہجرت کا ذکر کیا جائے گا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ہجرت کے واقعات کثیر ہیں لیکن اس کتاب کے مختصر ہونے کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ہجرت کے چند واقعات پر اکتفا کروں گا۔ میں نے اس کتاب کو بہت جلد اس وقت لکھا جب اس طرح عنوان اور تفصیل کے ساتھ مبارک صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت پر کوئی کتاب نہیں لکھی گئی تھی۔ اسی بات نے مجھے عظیم خدمت پر کمر بستہ کیا۔ اور مجھے اس کتاب کی تالیف کی سعادت حاصل ہوئی۔ لیکن ہم نے اس کتاب کو صفحات نویسی کے بجائے زیورِ طباعت سے آراستہ کر دیا۔

اور جو کچھ اس کتاب میں ہے میں اس سے خیر کی امید کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے اس کی قبولیت کا امیدوار ہوں۔ مبارک صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وجودِ مبارک ہمارے لیے نعمتِ عظمیٰ سے کم نہیں ہے۔ اس لیے ہمیں اس کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ جیسا کہ حدیثِ مبارکہ میں ہے:

مَنْ لَّمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللہَ۔

ترجمہ: "جس نے لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کیا اس نے اللہ تعالیٰ کی

ناشکری کی۔‘‘ (ترمذی، ابواب البرّ والصلۃ)

میں نے اپنی اس کتاب کا نام ’’درۃُ البیان فی سیرۃِ اخندزادہ سیف الرحمٰن (رحمۃ اللہ علیہ)‘‘ رکھا ہے۔

میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ ہمیں اور ہمارے تمام بھائیوں کو اس کتاب سے فائدہ پہنچائے۔ وہی نفع کا مالک ہے میں اسی پر بھروسہ رکھتا ہوں اور اسی کی طرف امیدوار ہوں۔

مبارک صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ولادتِ باسعادت اور بچپن اور اس کے بعد کے حالات

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش ۱۳۴۹ ہجری نبوی میں ایک بستی ’’باباکلی‘‘ میں (جوکوٹ کی بستیوں میں سے ایک بستی ہے) ہوئی۔

اور کوٹ افغانستان کے ضلع جلال آباد سے جنوب کی جانب بیس میل کی مسافت پر واقع ہے۔

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کا اسمِ گرامی قاری سرفراز خان تھا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد ایک مجوِّد قاری القرآن اور نیک سیرت انسان تھے۔

طریقۂ قادریہ میں حاجی الحرمین شریفین عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، سید محمد امین قدس سرہٗ سے بیعت تھے۔

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد فقراء کو دوست رکھنے والے، ان کی محبت

مجلس کو پسند کرنے والے اور ان کی عادات واطوار کو اپنانے والے تھے۔

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے ان کے فیوض وانوار سے بہت کچھ حاصل ہوا۔

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم اپنے مہربان والدِ ماجد سے حاصل کی اور قرآنِ پاک کی چند سورتیں بھی حفظ کیں۔ بچپن میں آپ کو بہت دفعہ عجیب وغریب مکشوفاتِ غیبیہ کا نظارہ کروایا جاتا اور باریک ولطیف رازوں کا مشاہدہ کروایا جاتا اور اس وقت آپ کی عمر سات برس تھی۔ یہ کیفیات سِن بلوغت تک جاری رہیں۔ حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ ان رازوں کو عام لوگوں سے پوشیدہ رکھتے تھے۔ اور اگر کبھی اپنے مہربان والد کے سامنے مکشوفاتِ غیبیہ ظاہر کرتے تو وہ اسے جن کے اثرات سمجھتے تھے اور خوفزدہ ہو جاتے تھے۔

کیونکہ والد گرامی کا اس وقت طریقۂ قادریہ میں ابتدائی دور تھا اور کسب معاش کی مصروفیت بھی تھی۔ اس لیے وہ ان دقیق اسرار ورموز سے واقف نہ تھے۔

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت مبارک قدس سرہٗ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حد درجہ محبت وعشق رکھتے تھے۔ جب بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کیا جاتا یا نام لیا جاتا تو دردِ ہجر اور غمِ فراق کی وجہ سے آنکھوں سے اشکوں کی لڑیاں بہہ نکلتی تھیں۔

اور جب کبھی گلاب کے پھول کو دیکھتے تو انہیں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا رخِ انور یاد آ جاتا۔ غلبۂ عشق ومحبت سے بہت رویا کرتے تھے اور پشتو کا یہ شعر دہرایا کرتے تھے۔

زماد یار په شان دي رنګ دی

ګلا به حکهٔ دي په جیب کښي کرځومه

ترجمہ: ”اے پھول! تیرا رنگ میرے محبوب کے رنگ کی طرح ہے اس لیے میں تجھے اٹھاتا ہوں اور محفوظ رکھتا ہوں۔“

اسی غلبۂ عشق ومحبت کا نتیجہ تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ بہت مرتبہ محافل میں روحانی طور پر حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی زیارت سے مشرف ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض حاصل کیا۔

اِسی دوران حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوگیا۔(اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہو)

حضرت مبارک قدس سرہٗ کا بچپن تھا اور اس وقت آپ کی عمر تقریباً آٹھ برس تھی۔ والدہ ماجدہ کے انتقال کے کچھ عرصہ بعد حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم کی تکمیل اور علومِ ثانویہ کی تحصیل کے لیے افغانستان سے ہمسایہ ملک پاکستان کی طرف ہجرت فرمائی۔(خدا کرے پاکستان ہمیشہ عقلی ونقلی علوم کا مرجع رہے)

اور اکابر اساتذہ سے طویل عرصہ مختلف علاقوں میں تعلیم حاصل کی جن میں پشاور شہر کے اطراف کے علاقے جن میں ماشوخیل کا علاقہ جو کہ باڑہ کے اطراف میں ہے اور اس کے علاوہ شہاب خیل کا علاقہ ہے جو کہ باڑہ کے جنوبی طرف واقع ہے اور ”بالامانی“ علاقہ ہے جو پشاور شہر کے جنوب میں واقع ہے۔ اور ”تھکالِ ذیلی“ کا علاقہ جو پشاور کے مغربی سمت واقع ہے اب اس کا شمار شہروں میں ہوتا ہے۔ اور ان میں ایک علاقہ ”چار پریزہ“ کا بھی ہے جو پشاور سے شمال مغربی سمت چند میل کے

فاصلہ پر واقع ہے۔اسی طرح ''مازوکلی'' کا علاقہ ہے جو مردان شہر کے مشرقی اطراف میں چند میل کی مسافت پر واقع ہے۔

اوران کے علاوہ دیگر علاقوں میں مختلف علوم کی تعلیم حاصل کی۔جن میں عقلی ونقلی علوم میں سے تفاسیر، احادیث، فقہ، اصولِ فقہ، اور عقائد کا علم حاصل کیا۔

پھر افغانستان کے علاقہ قندوز کی طرف ہجرت فرمانے کے بعد چند عارفین سے بعض اسرار و دقائق کا علم بھی حاصل کیا اور کثیر کتب تصوف کا مطالعہ کیا۔حتیٰ کہ حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو مولانا شاہ رسول طالقانی قدس سرہٗ کے ساتھ بیعت کا حکم ہوا۔

آپ رحمۃ اللہ نے راہِ طریقت کی لذت چکھی تو آپ کی پیاس میں اور اضافہ ہو گیا اور شدتِ طلب مزید بڑھ گئی۔

عنقریب اس کی تفصیل آئے گی۔ان شاءاللہ العزیز

حضرت مبارک رحمۃ اللہ کی علاقہ کوٹ جلال آباد سے علاقہ قُندوز کی طرف ہجرت

حصولِ تعلیم کے بعد جب حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ اپنے وطن گرامی واپس لوٹے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر عمل کرتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۳۶۹ھ میں شادی کی جب چھ ماہ گزر گئے تو ۱۳۷۰ھ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قَطَغَن کے علاقے کی طرف ہجرت فرمائی اور ولایت قندوز کے علاقے لَوْ دِیْن میں سکونت اختیار فرمائی۔

جب حضرت مبارک رحمۃ اللہ اس علاقے میں تین سال مقیم رہے پھر تھوڑا

عرصہ گزرنے کے بعد افغانستان حکومت کی جانب سے بے آباد زمینیں تقسیم کی گئیں تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی آپ کے بھائیوں کے ساتھ علاقہ دشتِ ارچی میں جو ولایت قندوز کے مضافات میں ہے اراضی کا اتنا حصہ ملا جو رہائش اور زراعت کے لیے کافی تھا۔

آپ نے ۱۳۴۷ھ میں اس قطعۂ اراضی کو آباد کیا زراعت کے قابل بنایا اور رہائش کے لیے گھر تعمیر کیے اور اِسی جگہ کو وطن بنالیا۔

گردشِ شب و روز نے اس جگہ کو ایک بستی بنا دیا اور اس بستی کو ''سرہ متہ'' کا نام دیا گیا جو نہرِ جدید کے اطراف میں واقع ہے۔

بالآخر حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے امامتِ قوم کی ذمہ داری کو سنبھالا اور درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ عبادات، طالب علموں کی تربیت اور عقائدِ اسلامیہ (اہلسنت والجماعۃ) کی نشر و اشاعت میں مشغول ہو گئے۔ خدمتِ دین میں اپنی کوششوں کو صرف کیا۔ اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کے دین کے مسائل کی نصیحت کی اور اوامر و نواہی پر کاربند ہونے کا حکم دیا۔

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے حتیٰ الوسع اپنی کوششوں کو خدمتِ اسلام میں صرف کرتے رہے اور کئی سال گذر گئے۔

حتیٰ کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یکتاءِ زمان، عارفِ دوران الشیخ مولانا شاہ رسول طالقانی قدس سرہٗ کی صحبت اختیار فرمائی۔

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی حضرت شاہ رسول طالقانی قدس سرہٗ کے دستِ حق پرست پر بیعت

حضرت شیخ کامل ومکمل مولانا شاہ رسول طالقانی قدس سرہٗ اپنے زمانے کے قطب ارشاد تھے۔ مریدین کی تربیت ومسترشدین کے ارشاد میں خاص شان کے مالک تھے۔ خواص وعوام کے مرجع تھے۔

حضرت مولانا شاہ رسول طالقانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے اردگرد کے علاقوں میں جہاں تک ہوسکتا اپنے بعض مریدوں کے پاس عرفان ومعرفت کے جام پلانے کے لیے تشریف لے جایا کرتے تھے۔

مولانا طالقانی قدس سرہٗ کی سَیر میں قندوز کا علاقہ ارچی بھی داخل تھا۔

جب مولانا طالقانی قدس سرہٗ ارچی میں تشریف لائے تو حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ آپ کی محافل ومجالس کی طرف مائل ہوئے۔ حضرت مولانا طالقانی قدس سرہٗ حضرت مبارک رحمہ اللہ کو سلوک اور راہِ معرفت کی طرف رغبت دلایا کرتے تھے اور کبھی حضرت مبارک رحمہ اللہ کو بزرگی استعداد اور فراخی قبولیتِ فیوضاتِ الٰہی کی بشارت دیا کرتے تھے۔ اور فیض حاصل کرنے کی وسیع قوت واستعداد کی نشانیاں حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی پیشانی میں چمک رہی تھی اور آپ کی طبیعت میں قبولیتِ انوار کی جھلک نمایاں تھی۔

جیسا کہ مثل مشہور ہے۔

سالیکہ نیکوست از بہارش معلوم

یعنی سال کی خوشگواری اس کی بہار سے معلوم ہوجاتی ہے۔

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ رسول طالقانی قدس سرہٗ کی صحبت سے متاثر تھے اور حضرت مولانا طالقانی قدس سرہٗ کی مجالس سے بہت فائدہ حاصل کیا کرتے تھے۔

اسی دوران حضرت مبارک رحمہ اللہ کے دل پر حضرت شاہ رسول طالقانی رحمۃ اللہ علیہ کی محبت اور بزرگی غالب آ گئی اور حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ روحانی طور پر مولانا شاہ رسول طالقانی سے مانوس ہو گئے اور جب حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی عقیدت مولانا طالقانی قدس سرہٗ سے پختہ ہوگئی تو ایک دن مولانا طالقانی قدس سرہٗ نے حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو چار رکعت نماز کی امامت کا حکم دیا۔ حضرت مولانا طالقانی قدس سرہٗ نے حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ میں تحقیق مسافر ہوں میں نے اپنی امامت کی ذمہ داری آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دی۔ حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے امامت کروائی تو میں نے یوں محسوس کیا کہ غوثِ زماں میرے پیچھے ہیں اور پھر جب مغرب کی نماز کا وقت آ گیا تو میں نے مولانا طالقانی قدس سرہٗ سے نماز پڑھانے کے لیے عرض کیا تو آپ امامت کے لیے آگے تشریف لے گئے تو میں نے یقین کرلیا کہ تحقیق میں غوثِ زماں کی اقتداء میں نماز ادا کر رہا ہوں۔

مصنف مدّ ظلہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے مرشد حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے سنا کہ حضرت مبارک رحمہ اللہ کا ایک شاگرد تھا جو حضرت شاہ رسول طالقانی رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں میں سے تھا اس نے حضرت مبارک رحمہ اللہ کی کوئی بے ادبی کی تو حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو عاق کر دیا۔

کچھ عرصہ بعد حضرت مولانا طالقانی قدس سرہٗ تشریف لائے تو اس شخص نے

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی شکایت کی تو مولانا طالقانی قدس سرہٗ نے حضرت مبارک رحمۃ اللہ کو اپنے پاس بلا کر پوچھا کہ اس شخص کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے جس نے بے ادبی کی اور اس کو عاق نہیں کیا گیا؟

حضرت مبارک رحمۃ اللہ نے فرمایا وہ عاق ہے۔

اور پھر مولانا طالقانی قدس سرہٗ نے پوچھا:

اُس شخص کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جس نے بے ادبی نہ کی ہو اور اسے عاق کہہ دیا گیا ہو؟

حضرت مبارک رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ اس شخص کو عاق کہنے سے کوئی نقصان نہ ہوگا۔

حضرت مولانا طالقانی قدس سرہٗ نے فرمایا کہ جب ایسا معاملہ ہو تو معاف کر دیا کریں اس لیے کہ معاف کرنا اللہ تعالیٰ کا طریقہ ہے۔

تو حضرت مبارک رحمۃ اللہ نے اسے معاف فرما دیا۔ حضرت مبارک رحمۃ اللہ نے جب ان حالات کا مشاہدہ کیا تو آپ کا دل حضرت مولانا طالقانی قدس سرہٗ کے کمال اور فراخیِ ارشاد پر مطمئن ہو گیا۔

آپ نے حضرت مولانا طالقانی قدس سرہٗ سے تلقین ذکر طلب کیا اور ۱۳۸۱ھ میں بیعت ہو گئے۔

اس وقت حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی عمر ۳۲ سال تھی۔

حضرت مبارک رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے حضرت مولانا طالقانی قدس سرہٗ کی بیعت کی اور آپ قدس سرہٗ نے میرے لطیفۂ قلب پر توجہ فرمائی جیسا کہ

اہلِ نقشبند کا دیگر طُرق سے مختلف توجہ کا انداز ہوتا ہے۔ تو آپ قدس سرہٗ کی توجہ کے اثر سے میرے عالم اَمر کے پانچوں لطائف میں حیات پیدا ہوگئی اور وہ ذاکر ہو گئے اور حضرت مبارک رحمۃ اللہ کچھ عرصہ حضرت مولانا اور طالقانی قدس سرہٗ کے حکم کے مطابق ذکر واذکارِ باطنی اور قربِ خداوندی کے لوازمات میں مشغول رہے اور خوشی ومسرت میں وقت گذرتا رہا۔ یہاں تک کہ ۱۳۸۱ھ کے اخیر میں حضرت شاہ رسول طالقانی قدس سرہٗ کے وصال کی خبر پہنچی تو آپ افسردہ ہو گئے، دردوغم نے آپ کو گھیر لیا۔ آپ کا یہ غمِ ہجرِ مرشد روز بروز افزوں تر ہوتا گیا۔

حضرت مبارک قدس سرہٗ کے دردِ فراق اور غمِ ہجر کی لطیف تدبیر حضرت مولانا طالقانی قدس سرہٗ کا وہ ارشاد مبارک تھا جو آپ نے پہلے ہی فرما دیا تھا کہ

"میں ایک بوڑھا آدمی ہوں مجھے امید نہیں ہے کہ میری تم سے دوبارہ ملاقات ہو میرے بعد مولانا بزرگ، مولانا محمد ہاشم سمنگانی قدس سرہٗ کی صحبت کو لازمی اختیار کرنا اور انہیں میری طرح سمجھنا۔"

اور مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا طالقانی قدس سرہٗ کے خلفاء میں سے ایک اعلیٰ مقام رکھتے تھے۔ اِن الفاظ میں آپ قدس سرہٗ نے مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں خوشخبری دی تھی کہ

"مولانا ہاشم سمنگانی جیسی شخصیت طویل زمانے میں کہیں نظر نہیں آتی۔"

اور حضرت مبارک علیہ الرحمۃ سے میں نے خود سنا ہے کہ مولانا شاہ رسول

طالقانی قدس سرہٗ کے تمیں خلفاء میں سے سب سے کم عمر خلیفہ مولانا ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت عجیبہ دیکھیے کہ مولانا ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ کم عمر خلیفہ ہونے کے باوجود حضرت مولانا شاہ طالقانی قدس سرہٗ کے کمالات کے مَظہر بن گئے۔

جب آپ کو یہ اعلیٰ مقام نصیب ہوا تو دیگر خلفاء آپ رحمۃ اللہ علیہ سے حسد کرنے لگے اور وہ چاہتے تھے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مرتبہ اور کمال سلب ہو جائے۔ اور کیا ہی بہترین کہا ہے ابوالعَتَاہِیہ شاعر نے:

''حسد کرتے ہیں اُن سے جب اُس کے مرتبہ و مقام کو نہیں پہنچ سکتے۔''

مولانا ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ اعلیٰ مقام اور بلند مرتبہ رکھتے تھے۔ مصنف مدظلہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کو اپنی کتاب تراجم الاولیاء میں بیان کیا ہے۔

حضرت مبارک علیہ الرحمۃ نے مجھے یہ حکایت بیان فرمائی ہے کہ مولانا طالقانی قدس سرہٗ کی وفات کے کچھ عرصہ بعد میں نے آپ کے صاحبزادے (عبیداللہ اخندزادہ) کو دعوت دی اور جب میں تبدیلیٔ ذکر بہ لطیفۂ روح کے لیے ان کے قریب ہوا انہوں نے میرے لطیفہ روحی پر اپنا ہاتھ رکھا تو میں نے اپنے پانچوں لطائف میں ٹھنڈک محسوس کی۔ حالانکہ مولانا طالقانی قدس سرہٗ کی توجہ سے مجھے لطائف میں گرمی اور حرارت محسوس ہوئی تھی۔

مجھے معلوم ہوا کہ انہوں نے اپنے والدِ بزرگوار کی توجہات سے فائدہ حاصل نہیں کیا جس سے ان کا فیض بھی آگے لوگوں تک پہنچتا۔

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ اپنے آئندہ کے ذکر و فکر کے معاملات کے لیے پریشان تھے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت شاہ رسول طالقانی قدس سرہٗ کی وصیت یاد آ گئی۔

(مولانا ہاشم سمنگانی کی صحبت لازمی پکڑنے والی) اسی بناء پر میں آپ کی صحبت کی جستجو وتلاش میں نکل پڑا۔ پس جب ان کی صحبت کو پالیا تو وہ واقعہ مذکورہ مجھ پر روشن ہو گیا اور مولانا بزرگ قدس سرہٗ نے مجھے صبر کا حکم فرمایا تا کہ حاسدین حسد نہ کریں اور اس کے بعد مولانا بزرگ کی ملاقات مولانا طالقانی قدس سرہٗ کے بیٹے سے ہوئی تو مولانا ہاشم سمنگانی قدس سرہٗ نے فرمایا کہ معاملہ میرے اور مولانا طالقانی قدس سرہٗ کے درمیان کچھ یوں تھا کہ میں ان کے مریدین پر توجہ کیا کرتا تھا اور وہ میرے مریدین پر توجہ بھی فرماتے اور اذکار بھی تبدیل فرمایا کرتے تھے۔ اب آپ کے اور میرے درمیان معاملہ کس طرح ہونا چاہیے؟ تو آپ (مولانا طالقانی کے بیٹے) نے فرمایا کہ ویسا ہی جیسا پہلے تھا۔

مولانا بزرگ قدس سرہٗ نے حضرت مبارک کی تربیت فرمانے میں اس دن کے بعد تیزی کر دی اور فرمایا کہ تربیت کا کام پہلے اس طرح ہوتا تھا۔ بس اسی تدبیر سے میں نے حاسدین کے افتراء کو بند کر دیا۔

پس اس دن کے بعد مبارک صاحب قدس سرہٗ نے اپنی تربیت مولانا ہاشم سمنگانی قدس سرہٗ کے سپرد کر دی۔ یہ ۱۳۸۶ھ کے زمانے کی بات ہے۔

حضرت مبارک قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ میں نے سب سے پہلے جس ہستی سے طلب تلقین کی ہے وہ مولانا شاہ رسول طالقانی قدس سرہٗ کی شخصیت ہے کچھ ہی عرصہ (طلب تلقین کے) بعد حضرت طالقانی قدس سرہٗ کا وصال ہو گیا۔ آپ کے وصال سے میری تربیت کا سلسلہ چند سال کے لیے مُعطّل رہا پھر مجھے مولانا ہاشم سمنگانی قدس سرہٗ کی صحبت مل گئی اور مولانا قدس سرہٗ کی مصروفیت کی بنا پر آپ کی صحبت

بھی کبھی کبھی نصیب ہوتی تھی۔ جس کی وجہ سے تقریباً عرصہ چار، پانچ سال تک میری عالمِ امر کی سیر بھی طول کھینچ گئی اور آپ سے ملاقات کا موقع بھی کبھی کبھار قندوز شہر یا پھر آپ کے گاؤں ارچی میں نہر جدید کے کنارے نصیب ہوتا تھا۔ اور حضرت مبارک قدس سرہٗ مولانا محمد ہاشم سمنگانی قدس سرہٗ سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے۔ اور فنافی المرشد تھے۔ اور اسی مقام فنافی المرشد کی وجہ سے حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو وہ سب حاصل ہوا جو کہ مولانا محمد ہاشم سمنگانی قدس سرہٗ کو عطا ہوا تھا۔ ان کے فیوضات اسرار و رموز میں سے جو کچھ بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پایا وہ حضرت مولانا ہاشم سمنگانی قدس سرہٗ کے وجود مسعود کی برکت سے اور اُس محبت کی وجہ سے جو کہ آپ مبارک قدس سرہٗ کو مولانا ہاشم سمنگانی قدس سرہٗ سے تھی۔ چنانچہ حضرت مبارک قدس سرہٗ کے لطیفہ سر کی بیرونی حرکت کے آشکار ہونے کا باعث بھی حضرت مولانا ہاشم سمنگانی قدس سرہٗ تھے۔

حضرت مولانا ہاشم سمنگانی قدس سرہٗ طالقان میں تلاوت قرآن میں مشغول تھے کہ آپ کے لطیفۂ سر میں حرکت ظاہر ہوئی اور عین اس وقت حضرت مبارک قدس سرہٗ ارچی قندوز میں تھے۔ تو آپ کے لطیفہ سر میں بھی حرکت ظاہر ہوئی۔ اسی حرکت لطائف کو حضرت مولانا ہاشم سمنگانی قدس سرہٗ نے جملہ انعاماتِ ربانی میں سے اس نعمت کو نعمتِ عظمیٰ قرار دیا اور ایک دن بزرگانِ دین کی ایک بڑی جماعت کے سامنے ارشاد فرمایا کہ میرے اور اخندزادہ سیف الرحمٰن قدس سرہٗ کے لطیفۂ سر میں ایک ہی دن اور ایک ہی وقت میں حرکت شروع ہوئی ہے۔ اور یہ نعمت اگر حضرت الشیخ نجم الدین کے زمانے میں ظاہر ہوئی ہوتی (جو کہ جلال آباد کے علاقہ میں طریقۂ قادریہ کے مشہور شیخ تھے) تو لوگ اسے مان لیتے اور کہتے کہ وہ آدمی اپنے زمانے میں یکتاء

ہے۔ مشرق و مغرب سے لوگ جمع ہو کر ان کی زیارت کو آتے اور کہتے اس زمانے میں ایک ایسا ولی موجود ہے جس کے لطائف حرکت کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ لیکن اب اکثر لوگ احوالِ اولیاء اور کیفیات معارف الٰہی کا انکار کرتے ہیں۔ معرفت سے نابینا لوگ اس پر اعتماد نہیں کرتے۔

(اللہ تعالیٰ ہمیں ان سے محفوظ رکھے) حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ اپنی اس حالت کو عام لوگوں سے پوشیدہ رکھتے تھے تاکہ لوگ بدگمانی نہ کریں اور حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ قباء زیب تن فرمایا کرتے تھے تاکہ آپ کی حرکتِ لطائف کی کیفیت کسی پر ظاہر نہ ہو۔ حتیٰ کہ ایک دن اسی حالت میں آپ کی ملاقات مولانا ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی تو آپ قدس سرہٗ نے حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی کیفیت کو پہچان لیا تو حرکت لطائف کو چھپانے سے منع فرمایا اور قباء اُتارنے کا حکم دیا۔

و اما بِنِعۡمَتِ ربك فحدث۔ (سورۃ والضحیٰ، آیت:۱۱)

ترجمہ: ''اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔''

اس آیت کے مضمون کے تحت فرمایا تاکہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اظہار ہو سکے۔

حضرت مولانا ہاشم سمنگانی قدس سرہٗ ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ سے استخارہ فرمایا کرتے تھے اور دعا فرمایا کرتے تھے کہ یہ کام اگر میرے لیے بہتر ہے تو اس میں آسانی پیدا فرما اور اس کام میں برکت عطا فرما اور اگر یہ کام میرے لیے بہتر نہیں ہے تو مجھے اس سے دور فرما دے۔ آپ قدس سرہٗ نے خانقاہ کے لیے دعا فرمائی۔ آپ کی دعا کی وجہ سے آپ قدس سرہٗ کے لطیفۂ خفی نے حرکت کی تو آپ قدس سرہٗ نے اس جگہ اقامت اختیار فرمائی جو کہ ولایتِ قندوز کے علاقوں میں سے ایک علاقہ ہے اور اپنی زرخرید

جگہ پر خانقاہ کی بنیاد رکھی تا کہ معرفت وعرفانِ الٰہی کی نشر واشاعت ہو سکے۔ مخلوقِ خدا کی اصلاح کا انتظام ہو سکے۔

پھر حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی قدس سرہٗ عوام وخواص کے لیے مرجع ومحور بن گئے اور لوگ طریقت میں گروہ در گروہ داخل ہونا شروع ہو گئے۔

اسی دوران حضرت مولانا محمد ہاشم قدس سرہٗ کو مُدمَن کا مرض ہو گیا اور زیادہ توجہ فرمانا آپ قدس سرہٗ پر گراں گذرنے لگا تو آپ قدس سرہٗ نے حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے پاس بلایا اور اپنے قریب رہائش عطا فرمائی۔ ایک تو سالکین پر توجہ کرنے میں مدد ہوگی، دوسرا حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت ہوتی رہے گی اور تیسرا حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی فضیلت دوسرے خلفاء پر واضح ہو جائے گی۔ یہ واقعات ۱۳۸۶ھ میں وقوع پذیر ہوئے۔

مصنف مدّ ظلہ کہتے ہیں کہ میرے والدِ بزرگوار نے بیان کیا ہے:

مُربّی روح وجسم مَن۔

کہتے ہیں کہ میں نے اپنے مرشد حضرت قطب دوران اخندزادہ سیف الرحمٰن قدس سرہٗ المنان سے سنا آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے پیر بزرگوار نے میری آزمائش کی جس وقت میں آپ قدس سرہٗ کے پاس سکونت پذیر ہوا۔ بعض اوقات اگر میں خانقاہ میں اپنی مفلسی کی وجہ سے کھانا پیش نہ کر سکتا تو آپ قدس سرہٗ میری سخت سرزنش فرمایا کرتے تھے۔ باوجود اس کے آپ قدس سرہٗ کو معلوم تھا کہ میں اپنے بچوں کے نان ونفقہ کے لیے قرض لیتا ہوں اور جب دکان کا قرض چھ ہزار یا اس سے زیادہ ہو گیا تو مجھے آپ قدس سرہٗ نے اپنے والد سے وراثت میں ملی ہوئی زمین کو بیچ کر قرض

ادا کرنے کا حکم فرمایا۔ جو کہ کوٹ جلال آباد کے علاقہ میں تھی۔

توجہ واصلاح کی مصروفیت کی وجہ سے ذریعہ معاش کے لیے وقت بھی نہیں نکلتا تھا اور اگر بعض اوقات کسی ضرورت کی وجہ سے آپ قدس سرہٗ کی صحبت میں حاضر نہ ہوسکتا تو مجھے بہت سخت سرزنش فرمایا کرتے تھے اسی وجہ سے میں ذریعہ معاش کے لیے فارغ نہ ہو پاتا تھا اور میں حضرت مولانا ہاشم قدس سرہٗ کی مسجد میں امام تھا۔ پس آپ قدس سرہٗ مجھے تقویٰ کی بنیاد پر لوگوں سے وظیفہ لینے کی بھی اجازت نہیں دیتے تھے۔

ان امتحان و آزمائش کے اوقات میں مَیں صبر کرتا اور اپنے بزرگ حضرت مولانا ہاشم سمنگانی قدس سرہٗ کے حکم کی اطاعت و فرمانبرداری کرتا تھا اور اپنی تمام تر کوشش سالکین پر توجہ اور صحبت میں صرف کرتا تھا۔ حتیٰ کہ ایک مرتبہ حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ان آزمائش وامتحانات پر صبر کر، تحقیق میں آپ پر اس وقت سختی اور شدت اس لیے کرتا ہوں کہ تاکہ میری رحلت کے بعد آپ پر کوئی سختی نہ آئے۔

اسی دوران امتحان و آزمائش یہ تربیت کے پوشیدہ رازوں میں سے ہیں۔ انہیں وہی شخص جانتا ہے جسے ارشاد و ہدایت کے معاملات میں بصیرت کاملہ حاصل ہو۔ ناقل کہتے ہیں کہ میں نے حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے سنا کہ تحقیق آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مولانا ہاشم سمنگانی قدس سرہٗ سخت مریض تھے اور آپ قدس سرہٗ کے تمام مرید میرے سپرد تھے اور میں کمال کوشش کے ساتھ آپ قدس سرہٗ کے مریدوں پر توجہ کیا کرتا تھا۔ بعض اوقات آپ قدس سرہٗ اسی فضیلت کا اظہار فرماتے ہوئے فرمایا کرتے

تھے کہ تحقیق اخندزادہ سیف الرحمٰن نے مجھ سے توجہ کے بوجھ کو ہلکا کر دیا ہے اور کبھی حضرت مولانا ہاشم سمنگانی قدس سرہٗ حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کرتے تھے کہ ''اے اخندزادہ میرے ذمہ تلقین ہے اور آپ کے ذمہ توجہ کرنا ہے۔''

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی قدس سرہٗ کی طرف سے طریقہ نقشبندیہ میں خلافتِ مطلقہ

جب حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی حضرت مولانا ہاشم سمنگانی قدس سرہٗ کے ساتھ صبر و نرمی ذوق و شوق کے ساتھ صحبت و محبت جاری رہی تو پہلے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خلافت مقیدہ کی اجازت تھی پھر حضرت مولانا ہاشم سمنگانی قدس سرہٗ کی خدمت سے آپ خلافت مطلقہ کو پہنچے تاکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ مریدوں کی تربیت کریں اور عرفان و معرفت کی نشر و اشاعت مختلف دیہاتوں اور شہروں میں کریں اور حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو سَند ارشاد لکھ دی تاکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کمال پر تاکید و توثیق ہو جائے۔ اور وہ عبارت یہ تھی:

الحمد لله الذی نوّر قلوب العارفین بانوار التجلیات والوارداتِ و عطر مشام المشتاقین بنفحات الانس والمشاهدات والصلوٰة والسلام الزاکیات التامیات علی اشرف الموجودات و علی اٰله و اصحابه الذین استفاد و ابصحبته اعلیٰ المقاماتِ والکراماتِ۔

و بعد فیقول الفقیر الی الله العلی القدیر محمد

هاشم بن محمد وزیر ان الاَخَ البارّ الصالح اخون زاده سیف الرحمٰن بن قاری سرفراز لما اخذ عنی الطریقة النقشبندیه و اتم جمیع اسباقها و وصل الٰی مرتبة الحضور والولایة و رایتهٗ اهلا للارشاد والهدایة فاجذتُ لهٗ عندئذٍ اِجَازةً مقیّدةً لِارشادِ المسترشدین ثم لما وجدتهٗ ذَا اِستعدادٍ قویٍّ لایُشَارِکهٗ غیرهٗ بین الخلانِ فاجذتُهٗ حینئذٍ بَعْدَ عِدَةِ سنواتٍ اجازةً مطلقةً و هو الأن کالشمسِ فی منتصف النهار لا یخالفهٗ الامن انطمِسَ بَصِیْرَتُهٗ فمقبولهٗ مقبولی و مردودهٗ مردودی۔

واللہ ولی التوفیق والسدادِ و منه الهدایةُ والارشادُ۔

ترجمہ: ''تمام تعریفیں خاص کر اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے عارفین کے دلوں کو اپنی تجلیات اور واردات کے نور سے منور کیا۔ اپنے قرب کا شوق رکھنے والوں کے دماغ کو اُنس و مشاہدہ کی خوشبوؤں سے معطر رکھا۔

رحمتِ کاملہ اور سلامتی تام جو کہ پاکیزہ ہے اور نمو کرنے والی ہے نازل ہو موجودات میں سے سب سے بہترین ذات پر۔ اور آپ کی آل پر اور آپ کے اصحاب پر جنہوں نے آپ علیہ السلام کی صحبت سے قرب و کرامات کے بلند ترین مقامات کو پایا۔

بعد اس مذکور کے پس بندہ محتاج خداوند بلند اور طاقتور کی طرف عرض کرتا ہے۔ محمد ہاشم بن محمد وزیر تحقیق نیکوکار و صالح بھائی اخندزادہ سیف الرحمٰن بن قاری سرفراز نے جب مجھ سے طریقۂ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت کی اور اس طریقہ کے تمام اسباق کو مکمل کیا اور دوام حضور اور ولایت کے مرتبہ کو پہنچ گئے اور میں نے انہیں لوگوں کے ارشاد و ہدایت کے لائق سمجھا تو میں نے انہیں اجازت مقیدہ دے دی۔ تاکہ مریدوں کی اصلاح و ارشاد کریں۔

پھر بعد میں مَیں نے انہیں (حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو) صاحبِ استعدادِ قوی پایا اور اپنے دوستوں میں سے کسی کو اس کی مثل نہیں پایا تو چند سال بعد اجازت مطلقہ دی اب وہ (حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ) چمکتا ہوا سورج ہے عین دوپہر کا۔ اس کی مخالفت وہی شخص کرے گا جسے دیکھنے والی آنکھ حاصل نہ ہو۔ پس جو انہیں (حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ) کو مقبول ہو وہ مجھے (مولانا ہاشم سمنگانی قدس سرہٗ) بھی مقبول ہے۔ اور جو ان (حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ) کے نزدیک مردود ہے وہ میرے (مولانا ہاشم سمنگانی قدس سرہٗ) نزدیک بھی مردود ہے۔

خداوند راہِ راست میں توفیق عطا فرمانے والا ہے۔ اور ہدایت و ارشاد اسی کی طرف سے ہے۔"

مصنف مدظلہ فرماتے ہیں کہ

حدیث حُبُّ الوطن مِنَ الایمان کی حضرت مبارک قدس سرہٗ کی طرف سے وضاحت

مجھے حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ ایک دن میں اپنے وطن دشتِ ارچی میں مولانا ہاشم سمنگانی قدس سرہٗ کے پاس تھا۔ آپ قدس سرہٗ نے حدیث حُبُّ الوطن مِنَ الایمان پڑھی۔ یعنی وطن کی محبت کمالِ ایمان کی نشانیوں میں سے ہے۔

اور آپ قدس سرہٗ یہ فارسی شعر پڑھ رہے تھے:

تو مکانی اصل تو در لا مکان

ایں دکان بر بند بکشا آں دکان

اور آپ قدس سرہٗ نے اس کی تاویل کی کہ حب الوطن سے مراد اصلِ روح ہے۔ جسدِ عنصری (جسم) میں پھونکے جانے سے پہلے۔ اور بہت سے عجیب وغریب مقاماتِ عروجیہ کو بیان کیا اور میں اس وقت مراقبہ میں تھا پس مجھ پر حب الوطن کی مراد واضح وظاہر ہوگئی۔ اس سے مراد وہ وطن ہے جہاں اللہ تعالیٰ کا دیدار ہونا ہے۔ اور وہ جنت ہے۔ میں نے اپنا یہ کشف مولانا محمد ہاشم سمنگانی قدس سرہٗ سے بیان کیا۔ پس آپ قدس سرہٗ نے میری تربیت کے پیشِ نظر زجر وتوبیخ کی، اور میں نے جو کچھ بیان کیا اس کے خلاف تاویل کی۔ اور فرمایا: اولیاء اللہ کی اللہ تعالیٰ کی رضا کے علاوہ کوئی غرض نہیں۔ اس لیے وہ جنت وجہنم سے بے پرواہ ہیں۔ پھر میں نے آپ قدس سرہٗ

سے عرض کیا: تحقیق لوگوں کے مرتبے تین قسم پر ہیں:

(۱) عوام (۲) خواص (۳) اخص الخواص۔

(۱) عوام

عوام کی انتہائی آرزو وطلبِ جنت ہے اور وہ جنت کو اس لیے طلب کرتے ہیں کہ جنت عیش وراحت کا مقام ہے۔

(۲) خواص

یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی یاد میں مستغرق ہیں اور جنت وجہنم سے بے پرواہ ہیں۔

(۳) اخص الخواص

یہ وہ لوگ ہیں جو جنت کو اس لیے طلب کرتے ہیں کہ جنت اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے دیدار کا مقام ہے۔ اور جہنم سے اس لیے پناہ طلب کرتے ہیں کہ جہنم اللہ تعالیٰ کے غضب اور اس کے دیدار سے محرومی کا مقام ہے۔

جو کچھ میں نے اس حدیث (حب الوطن) کی تاویل میں بیان کیا ہے۔ یہ مرتبہ اخص الخواص کی شان کے لائق ہے۔ اور جو اولیاء اللہ جنت اور دوزخ سے بے پرواہ ہیں وہ خواص کے مرتبہ میں ہیں۔ پھر تو اس حدیثِ مذکورہ کی دونوں تاویلوں میں کوئی منافات نہیں ہے۔ کچھ دیر کے بعد حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی قدس سرہٗ نے علماء کی جماعت سے فرمایا۔ "تحقیق اخندزادہ سیف الرحمٰن اس معاملہ میں حق بجانب ہیں۔ پس جو کچھ میں نے کہا یہ خواص کی شان ہے۔ اور جو کچھ انہوں نے کہا وہ اخص الخواص کی شان ہے۔ آج کے بعد انہیں اپنے کشف پر عمل کرنے کی اجازت ہے۔

اگرچہ ان کا کشف میرے کشف کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ وہ مرتبہ تحقیق تک پہنچ چکے ہیں۔ اس واقعہ کے بعد حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ پر کشف کے ذریعے جو کچھ ظاہر ہوتا اسے حضرت مولانا ہاشم سمنگانی قدس سرہٗ کے سامنے رضا و ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے بیان نہ فرمایا کرتے تھے۔

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے جب کچھ عرصہ کشف بیان نہ فرمایا تو آپ کے شیخ طریقت مولانا ہاشم سمنگانی قدس سرہٗ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ آپ پر کشف کے ذریعے جو کچھ عیاں ہوتا ہے اسے میرے سامنے بیان کیوں نہیں کرتے۔ حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس لیے کہ آپ قدس سرہٗ مجھ سے ناراض نہ ہو جائیں۔ مولانا ہاشم سمنگانی قدس سرہٗ نے فرمایا وہ سب آپ کی تربیت کی حکمت تھی۔ تاکہ آپ کے نفس کی شکستگی ہو۔

پھر فرمایا بیان کرو مجھے جو کچھ آپ رحمۃ اللہ علیہ پر کشف کے ذریعے عیاں ہو۔

تو حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے آپ قدس سرہٗ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے مراقبہ کیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ پر کشف کے ذریعے ظاہر ہوا کہ ایک لوح ہے جس پر لکھا ہوا ہے کہ محمد بن ہاشم بن وزیر مقربین اولین میں سے ہے۔ اور اس لوح کے قریب ایک اور لوح ہے جس پر لکھا ہوا ہے۔ سیف الرحمٰن ابن سرفراز مقربین اولین میں سے ہے۔

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے اس کشف کے واقعہ کو حضرت مولانا ہاشم سمنگانی قدس سرہٗ کے سامنے بیان کیا اور اپنے متعلق اولین کے لفظ کو مرشد کی رضا و خوشنودی کے لیے پوشیدہ رکھا۔

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے بیان فرمایا کہ تحقیق میں نے مولانا ہاشم

سمنگانی قدس سرہٗ کو فرماتے ہوئے سنا کہ مولانا شاہ رسول طالقانی قدس سرہٗ اس دنیا سے انتقال فرما گئے لیکن انہوں نے اپنے خلفاء میں سے کسی کی امتیازی حیثیت کو بیان نہیں فرمایا۔ اسی وجہ سے اُن کے خلفاء کے درمیان اختلافِ فضیلت پیدا ہوا۔

میں اپنے خلفاء میں سے کسی کو اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ وہ اپنے مریدوں کو توجہ کی اجازت دیں۔ مگر اخوندزادہ سیف الرحمٰن (حفظہ اللہ) کو امتیازی اجازت ہے وہ اپنے مریدوں کو توجہ کی اجازت دیں۔

اور میں اپنے خلفاء میں سے کسی کو اجازت نہیں دیتا کہ وہ میری رحلت کے بعد اپنے مریدوں کو خلافت دیں مگر اخندزادہ سیف الرحمٰن انہیں خلافتِ مطلقہ کی اجازت ہے اگر میرے خلفاء میں سے کوئی اپنے مریدوں کو توجہ و خلافت کی اجازت دینا چاہے تو اخوندزادہ سیف الرحمٰن سے اجازت لے۔ اس لیے کہ اُن کی شان بہت عظیم اور مرتبہ بہت بلند ہے۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے انہیں منصبِ قیومیت عطا فرمایا ہے۔

میرے دوستو! تحقیق جان لو! کہ اخندزادہ سیف الرحمٰن میرے تمام مریدوں کی محفل کے پیر ہیں اور ان کو اجازت ہے کہ میری اجازت کے بغیر کسی کو توجہ کی اجازت دینا چاہیں تو دیں۔

اور میرے دنیا سے وصال کے بعد کسی کو خلافت کی اجازت دینا چاہیں تو انہیں میری طرف سے اجازت ہے۔

میرے خلفاء کے درمیان میری غیر موجودگی میں اجازت دینا یہ اخندزادہ سیف الرحمٰن (حفظہ اللہ) کے شایانِ شان ہے۔

تنبیہ

جو کچھ میں نے حضرت مرشدی اخندزادہ سیف الرحمن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت کی ثقت کے حوالے سے ذکر کیا ہے وہ نظرِ انصاف سے دیکھنے والوں کے لیے کافی ہے۔

تحقیق حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ صاحب فضل اور عالی رُتبہ بزرگ ہیں اپنے زمانے میں بے مثل اور تقویٰ وطہارت سے متصف ہستی ہیں اور اس بات پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ حضرت مولانا ہاشم سمنگانی قدس سرہٗ نے گواہی دی اور اپنے مریدوں کو حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی محفل میں حاضر ہونے کی وصیت کی اس کے باوجود مولانا محمد ہاشم سمنگانی قدس سرہٗ کے بعض خلفاء نے حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی مخالفت کی۔

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی مخالفت کرنا اپنے مرشدِ گرامی کی نافرمانی ہے۔

اُن مخالفین میں سے محمد لعل المعروف بہ استاذ ہیں اور وہ حضرت مولانا ہاشم سمنگانی قدس سرہٗ کے مقید خلفاء میں سے ہیں اور وہ اس بات سے استدلال کرتے ہیں کہ امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے اپنے مکتوبات کے دفتر اول مکتوب نمبر ۲۹۲ میں فرمایا کہ تحقیق جاننا چاہیے کہ مخالفت شیخ کی مرید کے لیے جائز ہے اور جب مرید مرتبہ کمال کو پہنچ جائے اور وہ بے ادبی سے مبرء ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ مرید کو شیخ کی مخالفت کرنا اس وقت جائز ہے کہ جب شیخ اس کے حال وکمال کو ثابت کرے اور اس پر گواہ ہو اس بات کو امام ربانی قدس سرہٗ نے واضح فرمایا کہ آپ قدس سرہٗ کی عبارت کا ترجمہ یہ ہے کہ تحقیق وہ مرید جو شیخ کی توجہ

سے فناء و بقاء کے مرتبہ کو پہنچ گیا اور اس پر الہام کی راہ واضح ہو گئی اور اس مرید کا مرتبہ شیخ کے نزدیک مسلّم ہے اور اس کے کمال پر شیخ گواہی دیتا ہے تو اسے بعض الہامی امور میں شیخ کی مخالفت جائز ہے اور وہ مرید اپنے الہام کے مطابق عمل کرے اگرچہ اس سے شیخ کی مخالفت ہی کیوں نہ ہوتی ہو۔'' تفصیل اس مسئلہ کی مکتوبات امام ربانی میں تحقیق مناسب کے ساتھ ہے۔

اس بناء پر مرید کے لیے جائز نہیں کہ شیخ کی زندگی میں اس کے کسی احکام میں سے حکم کی مخالفت کرے تو شیخ کی وفات کے بعد خصوصاً اس شخص کو کیا حق پہنچتا ہے جس کا حال و کمال وثوق و تسلیم تک نہیں پہنچا اور شیخ سے ابھی اس خلافتِ مقیدہ ہی حاصل ہوئی ہے اس لیے کہ مقید ہونا یہ بے ثباتی کی دلیل ہے۔

هذا هُوَ الحق لِمَن اتقی السمع وَهُوَ شهید۔

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا مشرب

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ محمدی المشرب ہیں اس پر حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی قدس سرہٗ نے گواہی دی ہے۔

میں نے حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے سنا آپ نے فرمایا کہ ایک دن میں حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی قدس سرہٗ کے حضور حاضر تھا۔ اور ہمارے درمیان میرا بیٹا ''محمد سعید حیدری'' (اَطَال اللہ حیاتہ) (جو کہ اس وقت حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ شریف کے سجادہ نشین ہیں) بھی موجود تھا مولانا ہاشم قدس سرہٗ نے میرے بیٹے کو حکم دیا کہ وہ اللہ کے حضور مراقبہ کرے کہ میں کس مشرب میں ہوں اور مبارک

صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) کس مشرب میں ہیں۔

پس انہوں نے مشاہدہ میں دیکھا کہ ایک صندوق ہے جو میری رہائش گاہ کے کمرے میں رکھا ہوا ہے۔ لیکن اس پر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام ہے اور صندوق کے دو حصے ہیں دائیں طرف والے حصہ میں ایک کاغذ ہے۔ اس پر لکھا ہوا ہے: "سیف الرحمٰن ابن سرفراز محمدی المشرب ہیں۔" بائیں طرف حصہ میں لکھا ہوا ہے کہ "محمد ہاشم ابن وزیر موسوی المشرب ہیں۔"

حضرت مولانا ہاشم سمنگانی قدس سرہٗ نے فرمایا کہ تحقیق درحقیقت میں موسوی المشرب ہوں اس لیے میری طبیعت میں سختی، غضب، تیز مزاجی ہے اور اخندزادہ سیف الرحمٰن (رحمۃ اللہ علیہ) محمدی المشرب ہیں اس لیے ان کے وجود میں نرمی تام اور حلمِ کامل ہے۔

اس مشاہدہ نے حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا محمدی المشرب ہونا ثابت کردیا۔

راوی کہتے ہیں کہ مجھے حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ مولانا عبداللہ سرخرودی (جو حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں سے ہے) نے خواب میں دیکھا کہ ایک بہت بڑا قرآن پاک ہے جو تاج کمپنی کے مطبوعہ قرآن کی مثل ہے وہ قرآن مولانا عبداللہ نے حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو دیا اور عرض کی کہ یہ قرآن پاک میرے پاس امانت تھا جو میں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچا دیا اور مجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عطا فرمایا تھا اور حکم فرمایا کہ یہ قرآن پاک اخندزادہ سیف الرحمٰن تک پہنچا دینا۔ حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے یہ واقعہ حضرت مولانا ہاشم سمنگانی قدس سرہٗ کے سامنے بیان کیا تو مولانا ہاشم سمنگانی قدس سرہٗ نے اس کی تعبیر میں حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ آپ (رحمۃ اللہ علیہ)

اُویسی محمدی المشرب ہیں۔

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا پاکستان اور افغانستان کے بعض علاقوں کا عرفان و معرفت کی نشر و اشاعت کے لیے سیر (دَورہ) فرمانا

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ قندوز کے علاقے میں اپنی زرخرید جگہ میں اقامت اختیار کرنے کے بعد عرفان و معرفت کے ضمن میں بعض ضرورتوں کی بناء پر پاکستان واپس لوٹے۔

اور پیر سباق کے علاقہ کو رہائش کے شرف سے مشرف فرمایا۔ مولوی عبدالسلام پیر سباقی اور ان کے دوستوں کے ساتھ محفل اختیار کی۔ انہیں ارادۃ معرفت کی نصیحت کی اور اپنی توجہ و ترغیب کے ذریعے راہِ تصوف کے لیے تیار کیا۔ شراب معرفت و عرفان کے جام سے سیراب کیا۔ جب انہوں نے لذتِ طریقت کو چکھا اور حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے کمال کو دیکھ کر اس کا اقرار کیا اور آپ کی توجہ کی تاثیر اپنے جسم میں محسوس کی بعض اُن میں سے وجد کی وجہ سے چیختے تھے اور بعض روتے تھے کچھ اللہ تعالیٰ کے عشق میں خوش ہوتے تھے اور کچھ خوفِ خدا سے کانپتے تھے۔

حتیٰ کہ مولوی عبدالسلام پیر سباقی کی والدہ، زوجہ، بیٹا عبدالصمد اور بھائی مولوی عبدالرؤف، بھتیجا عبدالحلیم، ان کے چچا کے بیٹے محمود شاہ کاکاجی، اسحاق اور مولوی عبدالسلام کا داماد یہ سب طریقت میں داخل ہو گئے اور ان کے علاوہ بھی بہت سے لوگ حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے فیضیاب ہوئے اور طریقت میں داخل ہوئے۔

اس دوران ضمناً حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ بعض بزرگ صوفیاء کرام کی صحبت سے مشرف ہوئے ان میں سے ایک مولانا عبدالغفور مرحوم ہیں جو کہ اٹک کے علاقے غُرغُشتو کے قریب بستی ''دریا'' کے شیخ طریقت تھے جب حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ ان کی صحبت سے مشرف ہوئے تو انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ میں معرفت کے آثار اور قرب الٰہی کے انوار کو ملاحظہ کر لیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ سے گفتگو کے خواہاں ہوئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ آپ کے والدین زندہ ہیں۔ حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا والدین انتقال کر گئے ہیں۔

مولانا صاحب نے فرمایا کہ شکر ہے کیونکہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وجودِ مسعود میں انوار و تجلیات و فیوضات کی کثرت کو دیکھ کر تعجب کر رہا تھا اب مجھے اس کی حکمت سمجھ میں آگئی ہے کہ اگر والدین زندہ ہوتے ممکن ہے وہ کسی بات پر آپ (رحمۃ اللہ علیہ) سے رنجیدہ ہو جاتے تو آپ کے فیوض و برکات میں کمی ہو جاتی۔

پھر پوچھا کیا آپ (رحمۃ اللہ علیہ) کے بھائی ہیں؟

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا میرے چار بھائی ہیں۔ اس کے بعد پوچھا کیا آپ (رحمۃ اللہ علیہ) اپنے بھائیوں سے بہتر ہو یا آپ کے بھائی آپ سے بہتر ہیں؟

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں فرمایا میرے بھائی مجھ سے بہتر ہیں اور کیوں نہ ہوں ایک اُن میں عالم ہے اور دوسرا طالب علم اور تیسرا شرح الیاس تک پڑھا ہوا ہے سب کو مجھ پر فضیلت و شرافت حاصل ہے اور میں فضیلت سے دور ہوں اور میں اپنے آپ کو ہر شخص سے پست خیال کرتا ہوں۔

مولانا صاحب نے آپ کی عاجزی اور کسر نفسی کو پہچان لیا اور سمجھ گئے کہ درحقیقت آپ (رحمۃ اللہ علیہ) بہت بلند فضیلت والے ہیں۔ مرتبۂ دعوت وارشاد کو پہنچے ہوئے ہیں جو ہستیاں اس مرتبہ کو پہنچ جاتی ہیں وہ اپنے نفس کو ہر شئے سے ادنیٰ سمجھتے ہیں۔ مولانا صاحب نے اپنے آپ کو حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کرنے سے معذور سمجھا۔

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس دورہ میں بعض علاقوں کی سیر کی جو افغانستان کے مشرقی سمت واقع تھے۔ مثلاً جلال آباد، ننگرہار، لغمان اور ان کی اطراف کے علاقے ان علاقوں کے پیاسوں کو شراب عرفان ومعرفت سے سیراب کیا ان لوگوں کو فیوضاتِ اور جذب ووجد سے پُر کردیا۔

خُدا شناسی، اور معرفت کو شہروں، بستیوں میں عام کردیا جتنا ہوسکا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خدمت دین کی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فیوض وبرکات وانوار کی روشنی نے ان علاقوں کو منور کردیا۔

صفحۂ تاریخ اس قسم کے واقعات سے روشن ہے۔ ہمیشہ یہ (حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ) ہدایت کا سورج چمکتا رہے۔

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی سلسلۂ قادریہ میں خلافت

تحقیق مولانا عبداللہ معروف سرخرود مولوی صاحب جو کہ ولایت ننگرہار کے رہنے والے ہیں۔ حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں میں ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کی بہترین تربیت کی ہے۔ اسرار ورموز معرفتِ الٰہی ونکتہ ہائے خداشناسی سے انہیں

مطلع کیا اور انہیں حضرت مولانا ہاشم سمنگانی قدس سرہٗ کی حیاتِ ظاہری میں ہی ان کی اجازت سے خلافت عطا فرمائی۔

حضرت شیخ پچیر قدس سرہٗ انہی کے علاقہ میں طریقہ قادریہ کے بزرگوں میں سے ہیں۔ جب حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا ہاشم سمنگانی قدس سرہٗ کے امر کی تعمیل پر اُن کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اُن سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو الفت پیدا ہوگئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اُن سے سلسلہ قادریہ میں تلقین طلب کی تو حضرت شیخ پچیر قدس سرہٗ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سلسلۂ عالیہ قادریہ میں معروف طریقہ سے تلقین کی۔ لیکن جب حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی بلندیٔ شان، فراخیٔ استعداد اور فیوضاتِ الٰہیہ میں قابلیت کے کمال کو دیکھا تو ایک ہی مرتبہ میں سلسلۂ عالیہ قادریہ کے تمام اسباق پڑھائے اور طریقۂ عالیہ قادریہ میں خلافت عطا فرمادی۔ اس ذمہ داری کے اہل کو ذمہ داری سونپ دی۔

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ یہ کمال حاصل کر کے پھر حضرت مولانا ہاشم سمنگانی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

راوی کہتا ہے کہ مجھے حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ میں نے طلب تلقین طریقہ عالیہ قادریہ میں حاجی الحرمین شریفین خدا منظر مشہور حاجی صاحب پچیر سے مولانا ہاشم سمنگانی قدس سرہٗ کے حکم پر ارشاد کی اور شیخ پچیر قدس سرہٗ کی خدمت سے خلافت حاصل کی۔ لیکن طریقۂ عالیہ قادریہ کے اسباق کی ادائیگی کا طریقہ اور اس کے اسرار و رموز میں نے مولانا محمد ہاشم سمنگانی قدس سرہٗ سے سیکھے۔

بالآخر مجھے اس طریقۂ عالیہ قادریہ میں حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی قدس

سرہٗ سے بھی خلافت عطا ہوئی۔

اس طرح مجھے دو بزرگ ہستیوں سے اس طریقۂ عالیہ میں خلافت عطا ہوئی۔

مصنف مدظلہٗ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی کتاب منہج القدسیہ میں طریقہ عالیہ قادریہ تمام بزرگوں کا ذکر کیا ہے۔ خصوصاً ان دونوں بزرگوں کا ذکر خیر تفصیل سے کیا ہے۔

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا ارچی (علاقۂ قندوز) اور اس کے اطراف میں ارشادِ طریقت فرمانا

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا ہاشم سمنگانی قدس سرہٗ کی خدمت میں تین سال اور چند ماہ رہے۔ اسی دوران حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا ہاشم سمنگانی قدس سرہٗ کے ادب کا لحاظ کرتے ہوئے لوگوں کو ارشادِ طریقت کم کم فرمایا کرتے۔

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے فراخی ارشاد کی وجہ سے حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی قدس سرہٗ نے آپ کو اپنے وطن عزیز دشتِ ارچی واپس جانے کا حکم فرمایا۔ تا کہ وہاں جا کر طریقت عرفان و معرفت کی نشر و اشاعت اور خدمتِ دین، اصلاح عوام و خواص ہو سکے۔ یہ واقعہ ۱۳۸۹ھ کا ہے۔ حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے عذر پیش کرتے ہوئے عرض کی۔ وہاں میرا بڑا بھائی صاحبِ اقتدار، وزیروں اور دنیا داروں کے ساتھ دنیاوی گفتگو کی مجالس میں بیٹھتا ہے۔ اس کے ساتھ معرفت و ترویج

طریقت کا کام ممکن نہیں۔ اگر آپ قدس سرہٗ مجھے اس کے علاوہ کسی دوسرے علاقے کی طرف بھیجیں مثلاً جلال آباد یا مزار شریف (بلخ) یا فاریاب یا اس کے علاوہ کسی اور علاقے میں تو میں جانے کے لیے راضی ہوں اور خوش ہوں۔ اس کے بعد حضرت مولانا ہاشم سمنگانی قدس سرہٗ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بھائیوں کو بلوایا۔ پھر فرمایا کہ کیا تم اپنے اس بھائی کو جانتے ہو؟ سب نے عرض کی جی ہاں۔ آپ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ نام سے نہیں بلکہ میری نظر سے انہیں پہچانو! کہ یہ منصب قیومیت پر مشرف ہے اور یہ سورج کی مثل ہے جس جگہ جائیں گے ان کی وجہ سے اندھیرے دور ہو جائیں گے۔

میں نے انہیں لغمان، درۂ کوٹ جلال آباد، پشاور، خصوصاً پیر سباق کی طرف بھیجا تھا تا کہ عرفانِ معرفت وطریقت کا کام ہو سکے انہوں نے اُن علاقوں کو فیض، عشق ومستی سے بھر دیا۔

اور وہاں خانقاہِ معرفت وطریقت نصب کی

تحقیق آپ کا یہ بھائی یوسفی الوصف ہے اگر اس کی عزت کرو گے تو قیامت تک تمہارے لیے نیک نامی ہوگی اور اگر بے ادبی کرو گے تو قیامت تک تمہارے لیے بدنامی ہوگی۔

یوسف علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھائیوں کے واقعہ کی مثل پھر اس کے بعد یہ آیت مبارک پڑھی

و جاؤا علٰی قمیصہٖ بدمٍ کذبٍ۔ الآیۃ

تمہارے عزت نہ کرنے سے ان کی وصف یوسفی کم نہ ہوگی۔ اس کے بعد حضرت مولانا ہاشم سمنگانی قدس سرہٗ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بھائیوں سے پوچھا: آپ

لوگ کس بات میں خوش ہیں۔آیا میں آپ کے بھائی کو آپ کے ساتھ بھیجوں یا کسی اور علاقے میں بھیج دوں؟

سب نے جواب دیا کہ ہم اس بات میں خوش ہیں کہ ہمارا بھائی ہمارے ساتھ جائے۔

مولانا محمد ہاشم سمنگانی قدس سرہٗ نے فرمایا کہ میں آپ کے بھائی کو آپ کے ساتھ بھیج دیتا ہوں لیکن اس کے لیے چند شرائط ہیں۔

1- کسی بھی محفل میں ان کی اجازت کے بغیر ان کے سامنے گفتگو نہیں کرو گے۔

2- ان سے درس و نصیحت حاصل کرو گے۔

3- ان سے توجہ حاصل کرو گے۔

4- اور چلنے میں ان سے آگے نہ چلو گے۔اگرچہ یہ سال کے اعتبار سے آپ سے کم عمر ہیں لیکن مرتبہ اور شان کے عتبار سے آپ سب سے بلند ہے۔

حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی قدس سرہٗ حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے بہت زیادہ محبت فرمایا کرتے تھے۔

جب حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے وطن (ارچی) واپسی کے لیے اپنا سامان باندھا تو مولانا ہاشم سمنگالی قدس سرہٗ حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی جدائی کے درد کی وجہ سے صبر نہ کر سکے اور آپ قدس سرہٗ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جانے سے پہلے حضرت مولانا ہاشم سمنگانی قدس سرہٗ نے (غزنی کک) جو سمنگان کی بستیوں میں سے ایک بستی ہے کی طرف سفر فرمایا۔

سمنگان میں 'غزنی کک' آپ قدس سرہٗ کی بستی کا نام ہے۔وہاں سے آپ قدس سرہٗ

کابل تشریف لے گئے جو افغانستان کا دارالحکومت ہے۔

قلیل عرصہ گذرنے کے بعد حضرت مولانا ہاشم سمنگانی قدس سرہٗ نے کابل سے حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو مکتوب (خط) لکھا۔ اس عربی مکتوب کا ترجمہ یہ ہے کہ

''عزیز بھائی! میرے کمالات کے ہمسر، میری ذمہ داری کے ساتھی اور میرے دوست (حضرت) اخندزادہ صاحب اور میرے غمخوار عاشق باچالالا اور اس کے علاوہ باقی تمام دوستوں کو تحفۂ سلام پہنچے۔

الحمدللہ! میں خیریت سے ہوں، اخندزادہ کی جدائی کا درد فقیر کے لیے بہت تکلیف دہ ہے۔ میں نہیں جانتا کہ اس کی وجہ کیا ہے۔ جب آپ (رحمۃ اللہ علیہ) کی نظر خط پر پڑے تو آپ (رحمۃ اللہ علیہ) بھی رونا کیونکہ جب میں نے خط لکھا تو میں بھی بہت رویا تھا۔ لوگ اپنے محبوب کو ایک سلام بھیجتے ہیں لیکن میری طرف سے آپ (رحمۃ اللہ علیہ) کو سو مرتبہ سلام ہو۔''

مولانا ہاشم سمنگانی قدس سرہٗ کا یہ مکتوب گرامی ۱۳۹۰ھ کو پہنچا تھا۔

کچھ عرصہ گذرنے کے بعد حضرت مولانا ہاشم سمنگانی قدس سرہٗ نے شادی کی خبر بھیجی۔ حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی بادشاہ لالا نے اُن سے وعدہ کیا تھا اور فرمایا کہ اخندزادہ سیف الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کی جدائی پر اب میں صبر نہیں کرسکتا اور میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہجر سے بہت زیادہ پریشان ہوں۔

کچھ عرصہ گذرنے کے بعد حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے کوشش کر کے شادی کی

تیاریاں مکمل کر لیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا مکان حضرت مولانا ہاشم سمنگانی قدس سرہٗ کے لیے خالی کر دیا اور اپنے مرشد کی خوشنودی اور آسانی کے لیے خود گھر کے اضافی اشیاء والے کمرے میں (اسٹور روم) منتقل ہو گئے۔

حضرت مولانا ہاشم سمنگانی قدس سرہٗ نے پہلے ہی فرمایا تھا کہ اخندزادہ میرا وزیر ہے۔ لہٰذا میری رہائش اُن کے پاس ہوگی۔ حضرت مولانا ہاشم قدس سرہٗ حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تشریف لائے اور کچھ عرصہ رہے اور پھر آپ قدس سرہٗ نے کابل کے راستے (جو کہ افغانستان کا دارالحکومت ہے) پاکستان جانے کا ارادہ فرمایا تا کہ وہاں جا کر اپنے مرض مُزمنی کی دوا لی جائے اور علاج کیا جائے۔

جب آپ قدس سرہٗ پاکستان داخل ہوئے تو مولوی عبدالسلام (پیر سباقی) نے آپ قدس سرہٗ کا استقبال کیا۔ پیر مولوی عبدالسلام مولانا ہاشم سمنگالی قدس سرہٗ کا مرید وخلیفہ تھا۔ مولانا ہاشم قدس سرہٗ نے انہیں وصیت فرمائی کہ اخندزادہ سیف الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کے ادب کا خیال رکھنا اس لیے کہ اُن کی توجہ سے آپ کے طریقت کے معاملات انجام کو پہنچے ہیں جب کبھی آپ نے اُن (رحمۃ اللہ علیہ) کی بے ادبی کی اور وہ آپ سے ناراض ہو گئے، تو آپ سے انوارِ معرفت، اور آثارِ ذکر وخلافت ختم ہو جائیں گے۔ کچھ مدت مولانا ہاشم سمنگانی قدس سرہٗ مولوی عبدالسلام پیر سباقی کے ہاں رہے۔ اسی دوران حضرت مولانا ہاشم سمنگانی قدس سرہٗ نے ۹ شوال المکرّم ۱۳۹۱ھ ہجری نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو وفات پائی۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

اس وقت آپ قدس سرہٗ کی عمر چالیس سال تھی۔ آپ قدس سرہٗ کو پیر سباق

(جو کہ نوشہرہ پشاور کی بستیوں میں سے ایک بستی ہے) میں دفن کیا گیا اور مزار مبارک بنایا گیا۔

آپ قدس سرہٗ کی مزار پر انوار کی زیارت کرنی چاہیے اور برکت حاصل کرنی چاہیے۔

موت ایک ایسا جام ہے جو ہر انسان نے پینا ہے۔ اور قبر ایک ایسا گھر ہے جس میں ہر انسان نے داخل ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو دنیا کے فتنوں سے اور آخرت کے عذاب سے محفوظ فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

جب حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی قدس سرہٗ کی وفات کی خبر دی گئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ بہت سخت غمگین ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ایک لمحہ بھی چین نہ آیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسی وقت اپنے شیخ مولانا محمد ہاشم سمنگانی قدس سرہٗ کی زیارت کے لیے اپنے مریدوں کے ساتھ سفر کا ارادہ فرمالیا۔ سفر کی سختیاں برداشت کرنے کے بعد جب آپ رحمۃ اللہ علیہ قریہ پیر سباق پہنچے تو مولوی عبدالسلام پیر سباقی نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بہت احسن طریقے سے استقبال کیا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد گرامی قدر مولانا محمد ہاشم سمنگانی قدس سرہٗ کی قبر شریف کی زیارت کروائی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دل میں اپنے مرشد گرامی قدر کی یاد دوبارہ تازہ ہو گئی آپ رحمۃ اللہ علیہ خود بھی روئے اپنے اردگرد آنے والے دوستوں کو بھی رلایا۔

اس وقت ۱۳۹۲ھ تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے چند دن وہاں قیام فرمایا اور اپنے مرشد مولانا محمد ہاشم سمنگانی قدس سرہٗ کے قبر انور کے اردگرد زیارت کے لیے آنے والوں

کے لیے جگہ تیار کروائی۔

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو سلسلہ عالیہ چشتیہ وسہروردیہ میں اجازتِ ارشاد

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی قدس سرہٗ سے چشتیہ وسہروردیہ کے اسباق حاصل کر لیے تھے۔لیکن اُن کی زندگی نے وفا نہ کی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ ان دونوں سلسلوں کی سند ارشاد حاصل نہ کر سکے۔ اس وجہ سے حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ غمگین تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی احسن تدبیر کی۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا ہاشم سمنگانی قدس سرہٗ کی مزار پر تشریف لے گئے تو زبان حال سے ان دونوں سلسلوں کے ارشاد کی اجازت طلب کی۔

تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کو الہام میں مولانا ہاشم سمنگانی قدس سرہٗ نے فرمایا کہ آپ (رحمۃ اللہ علیہ) طالقان میں حضرت مولانا شاہ رسول طالقانی قدس سرہٗ کی زیارت کے لیے جائیں اور اُن سے جا کر بزبانِ حال ارشاد کی اجازت طلب کریں۔ حضرت مولانا ہاشم سمنگانی قدس سرہٗ نے بھی ان دونوں سلسلوں کی اِجازت حضرت مولانا شاہ رسول طالقانی قدس سرہٗ سے اسی طرح لی تھی۔

پھر حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا شاہ رسول طالقانی قدس سرہٗ کی زیارت کے ارادے سے طالقان تشریف لے گئے۔ جب حضرت مولانا شاہ رسول طالقانی قدس سرہٗ کی قبر کی زیارت کے لیے تشریف لے گئے تو اُن سے بزبان حال

عرض کی اور ان دونوں سلسلوں میں ارشاد کی اجازت طلب کی تو مولانا شاہ رسول طالقانی قدس سرہٗ نے بذریعہ الہام آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ان دونوں سلسلوں کی اجازت عطا فرمائی۔ راوی کہتے ہیں کہ مجھے حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ طرق اربعہ میں مجاز ہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو روحانی طور پر حضرت محمد بہاؤ الدین (نقشبند) قدس سرہٗ اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی الشیخ احمد سرہندی الفاروقی قدس سرہ، حضرت غوث الثقلین الشیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ اور الشیخ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری قدس سرہٗ اور الشیخ شہاب الدین سہروردی، الشیخ مولانا شاہ رسول طالقانی قدس سرہٗ اور الشیخ مولانا محمد ہاشم سمنگانی قدس سرہٗ نے خواب میں ارشاد کی اجازت عطا فرمائی۔

جیسا کہ حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ مشہور ہے کہ آپ قدس سرہٗ نے حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی قدس سرہٗ کی مزار سے اکتساب فیض کیا۔ حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ حضرت بایزید بسطامی قدس سرہٗ اپنے مریدوں کے ساتھ خرقان کی بستی سے گذرنے لگے تو یکایک خوشی و مسرت سے آپ قدس سرہٗ کا چہرہ چمک اٹھا۔

کسی مرید نے خوش ہونے کی وجہ پوچھی تو آپ قدس سرہٗ نے فرمایا میری رحلت کے چند سال بعد اس بستی خرقان میں اللہ تعالیٰ کا ایک ولی پیدا ہوگا اس کا نام ابوالحسن ہوگا پھر آپ قدس سرہٗ نے ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ کی سر سے لے کر پاؤں تک علامات بیان کیں اور فرمایا کہ وہ میری قبر کی زیارت سے فیض حاصل کرے گا اس کا مقام میرے مقام سے اعلیٰ ہوگا۔

جس طرح حضرت بایزید بسطامی قدس سرہٗ نے بشارت دی اسی طرح ہوا۔

اور حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کو جاگتے ہوئے اور نیند کی حالت میں بشارت دی گئی۔ حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ ہر صبح حضرت بایزید بسطامی قدس سرہٗ کی قبر انور کی زیارت کرتے اور روحانی طور پر آپ قدس سرہٗ سے اکتساب فیض کرتے تھے۔

اسی طرح حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے بذریعہ الہام حضرت شاہ رسول طالقانی قدس سرہٗ سے سلسلہ عالیہ چشتیہ، اور سہروردیہ کی اجازت حاصل کی۔ اسی وجہ سے حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت ان دونوں سلسلوں میں حضرت مولانا شاہ رسول طالقانی قدس سرہٗ کے ساتھ ہوگئی۔

لیکن حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو مولانا محمد ہاشم سمنگانی قدس سرہٗ سے بھی اجازت فیضی الہامی طور پر اس وقت حاصل ہوئی۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پاکستان ہجرت فرمائی اور دوسری مرتبہ مولانا محمد ہاشم سمنگانی قدس سرہٗ کی مزار شریف کی زیارت کے لیے تشریف لے گئے۔

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا فیض ارچی (قندوز) اور اس کے گردو نواح کے علاقوں میں عام ہونا

جب حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ اپنے وطنِ عزیز دشتِ ارچی میں واپس تشریف لائے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بیرق ارشاد نصب کی اور بابِ عرفان و معرفت وا کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت مشرق و مغرب میں پھیل گئی اور عام و خاص لوگ دور دراز کا سفر کر کے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس دیوانہ وار اس طرح آتے جیسے شمع کے گرد پروانے جمع ہو جاتے

ہیں اور طریقت میں گروہ در گروہ داخل ہو کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے انوار و فیوضات سے استفادہ کرنے لگے۔ بعض لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہِ فیض سے فناء فی اللہ اور بعض باقی باللہ ہو جاتے۔ بعض جذب و وجد کی وجہ سے مسرور ہوتے اور بعض غمِ آخرت کی وجہ سے روتے۔ بعض اللہ تعالیٰ کے عشق میں فریاد کرتے تھے، بعض اللہ تعالیٰ کی قدرت کے آثار کی فکر میں ندا کرتے، بعض لوگ اللہ تعالیٰ کے خوف سے کانپتے، بعض اللہ تعالیٰ کی بزرگی کی ہیبت سے خوفزدہ ہوتے ان میں سے ہر ایک پر عجیب و غریب کیفیت طاری ہوتی۔ ایک پر جو کیفیتِ حال ہوتی، دوسرے پر اس کی مثل نہ ہوتی تھی۔

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی طریقت و دین کی انتہائی خدمت کی وجہ سے عرفان و معرفتِ الٰہی کا رنگ مختلف شہروں اور علاقوں میں پھیل گیا۔

مثلاً افغانستان کے دور کے علاقے خصوصاً ولایت ننگر ہار، لغمان اور کابل جو کہ افغانستان کا دار الحکومت ہے کے علاقوں میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا فیض عام ہو گیا۔

قندوز، تخار اور اُم البلاد (ولایتِ بلخ) جوزجان، فاریاب و قندھار، سمنگان و بغلان اور اس کے علاوہ افغانستان کے دوسرے ولایات میں بھی حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے پروانوں میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔

اسی دوران منکرین نے ابتدائی سالکین کی جذب و وجد کی مختلف کیفیات پر بہت زیادہ انکار و مخالفت کی۔

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے بزرگانِ امت کی معتبر کتابوں سے روایت اور درایت کے اعتبار سے دلائل پیش کرنے کے لیے مناظرہ کا چیلنج کیا۔ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اِس مقصد کے لیے دور دراز کا سفر فرمایا تا کہ اعداء تصوف و دشمنانِ طریقت خاموش ہو

جائیں۔ ہر زمانے میں علماءِ سُوء نے اللہ کے ولیوں کے خلاف آواز بلند کر کے شیاطین کا کردار ادا کیا ہے ایسے لوگوں کے لیے بُرے خاتمہ کی وعید آئی ہے۔ ان منکرینِ اولیاء اللہ میں سے سخت ترین دشمنِ تصوف مولوی عبدالسلام دَرزابی فاریابی تھا جو اپنے بُرے خیالات کی وجہ سے صوفیاء کرام پر طعن و تشنیع کیا کرتا اور صوفیاءِ کرام کی طرف کفر کی نسبت کیا کرتا تھا۔

حتیٰ کہ مرشدنا حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے علاقہ فاریاب کی طرف سفر فرمایا اور مولوی محمد خان المرادی کے گھر تشریف لے گئے جو علاقہ جرقدوق میں تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وہاں تین دن قیام فرمایا لیکن مولوی عبدالسلام دَرزابی اپنی رسوائی کے خوف سے مناظرہ میں حاضر نہ ہوا۔ حالانکہ اس کی قوم نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی آمد کی خبر دی اور مناظرہ میں حاضر ہونے کا اصرار کیا۔

حتیٰ کہ عبدالسلام درزابی عمر کے آخری حصہ میں اندھا ہو گیا اور بہت ذلیل و خوار ہوا اور لوگوں سے شکایت کیا کرتا تھا کہ باوجود کثیر شاگردوں کے میں اپنے گزر اوقات کے لیے بہت تنگ ہوں، کوئی بھی میری مدد نہیں کرتا۔

یہ عبدالسلام درزابی انکارِ اولیاء اللہ میں ابنِ سقاء کی مثل ہے۔ ابن سقاء باوجود علم ہونے کے اور لوگوں کا پیشوا ہونے کے اسی آفت (انکارِ اولیاء اللہ) میں گرفتار ہوا حتیٰ کہ نصرانی (عیسائی) ہو گیا۔ اس پر تاریخ و امثال گواہ ہیں۔

بلکہ اللہ تعالیٰ نے منکرین و دشمنانِ اولیاء اللہ سے جنگ کا اعلان فرمایا ہے جیسا کہ حدیثِ قدسی میں مذکور ہے:

مَنْ عَادٰلی وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ۔ (بخاری)

ترجمہ: ''وہ شخص جو میرے اولیاء سے دشمنی رکھنے کی وجہ سے مجھ سے دشمنی رکھتا ہے تحقیق میں اس سے اعلانِ جنگ کرتا ہوں۔''

اس حدیث مبارکہ کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ اس حدیث مبارکہ کے مصداق پر جلیل القدر علماءِ کرام کے بہت اقوال ہیں۔ اُن کا ذکر کرنا کلام کو طویل کرنا ہے۔ مصنف مدظلہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان دلائل کا ذکر اپنی کتاب النصوص السیفیہ فی طریقہ نقشبندیہ میں کر دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو اولیاء اللہ کے انکار کی اس عظیم آفت سے محفوظ فرمائے۔ (آمین!)

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۳۹۸ھ میں حج کی سعادت حاصل کی

آپ رحمۃ اللہ علیہ اسی طرح ارشادِ طریقت اور نشر معرفت میں دن رات محنت فرماتے رہے۔ حتیٰ کہ حج کا موسم آیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اداءِ حج کا ارادہ فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۹۸ھ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو حج فرمایا اور مناسکِ حج کو اس طرح اداء فرمایا جس طرح کتبِ فقہ سے ثابت ہے اور حرمین شریفین کی زیارت فرمائی اور ان سے کمال طریقے سے مستفیض ہوئے۔

اسی جگہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات مولوی محمد مقیم شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی جو کہ ولایتِ بلخ میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے بزرگ و پیر طریقت تھے۔

انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے وعدہ لے لیا کہ جب بلخ تشریف لائیں تو مجھے ضرور میزبانی کا شرف عطا فرمائیں۔

جب فریضہ حج کی ادائیگی کے بعد حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ امن و امان کے ساتھ نور و فیضان لے کر اپنے وطن عزیز واپس لوٹے اور اپنے اہلِ خانہ کے پاس کچھ عرصہ رہنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے طریقت و ہدایت کے سلسلہ کو دوام دینے سے قبل حضرت امیر دروازۂ شہرِ علم علی (حیدر) کرم اللہ وجہہ الانور کی مرقدِ انور کی زیارت کا ارادہ فرمایا جو کہ ولایت بلخ میں ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کی مرقدِ منور کی زیارت کی اور ان سے بہت مستفیض ہوئے۔ اس کے بعد مولوی محمد مقیم شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے ملک مقدس میں جو وعدہ فرمایا تھا اسے وفا کیا اور ان کے پاس تشریف لے گئے۔

اور اس جگہ طالبانِ صادق کو یقینِ معرفتِ الٰہی اور طریقِ قربِ الٰہی سے روشناس کروایا۔

اس کے بعد اپنے مریدوں کے پاس دورہ فرمایا جو کہ ولایت بلخ کے اطراف کے علاقوں میں رہتے ہیں جن میں مولوی نورالدین اور مولوی احمد نظر وغیرہ ہیں جو ولایتِ بلخ کے اطراف کے علاقے کشندی میں رہتے ہیں۔

انہیں معرفتِ حقیقی کی مئے سے سیراب کیا اور اُن کو فیض الٰہی کے جام پلائے۔

اس کے بعد حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ ایبک (مرکزِ سمنگان) میں اپنے مرید قاری عبدالمجید وغیرہ کے گھر میں (جو کہ قوچ نال میں ہے) وہاں تشریف لائے اور چند دن قیام فرمایا تو گرد و نواح کے علاقوں کے علماء آپ رحمۃ اللہ علیہ کی محفل میں حاضر ہوئے ان کے دلوں میں جذب و وجد کے بارے میں شکوک و شبہات تھے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ

کے ساتھ جو کتابیں تھیں ان کا مطالعہ کیا اور ان میں جذب و وجد کا اثبات دیکھا تو آپ ؒ کی ہیبت اور اپنی رسوائی کے ڈر سے اپنے شکوک و شبہات کا اظہار نہ کر سکے۔

حضرت مبارک ؒ کا افغانستان سے اپنے ہمسایہ ملک پاکستان کی طرف ہجرت فرمانا

جب حضرت مبارک ؒ اس سفر میں بخیر و عافیت اپنے وطنِ عزیز دشت ارچی (قندوز) واپس لوٹے، اور مریدوں کی تربیت و ہدایت میں کوشش و محنت کے ساتھ مصروف ہو گئے۔

اسی دوران ۱۳۹۸ھ نبوی ﷺ میں نور محمد (ترہ کی) کی قیادت انقلاب آیا، جس کی معاونت روس کر رہا تھا۔

اس وقت ۱۳۵۷ شمسی برجِ ثور کے ساتویں ۱۹۷۸ تھا۔ نظامِ مارکسستی (کیمونسٹی) کے چند ماہ گذرے۔

حزب خلق کے سربراہ کی قیادت میں انہوں نے بہت سے بزرگ و نیک علماء کرام و مشائخ عظام اور عوام میں سے بھی اچھے اور صالح لوگوں کو قید کر لیا اور روس (مسکو) کے حکم سے اُن میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور نظام دہری مارکسستی کو دیموکراتی (آزادی) کے نام سے جاری کرنے کا اعلان کر دیا اسی آزمائش و آفت کی وجہ سے حضرت مبارک ؒ نے افغانستان سے اپنے ہمسایہ ملک پاکستان کی طرف ہجرت فرمائی اور پیر سباق کے علاقے میں اپنے مرشد گرامی کے مزار کے قریب

امامت اختیار فرمائی جو کہ مولوی عبدالسلام پیر سباقی کا علاقہ ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس جگہ لوگوں کی تربیت و ہدایت کا سلسلہ پھر شروع کر دیا۔ معرفتِ الٰہی اور اصلاحِ مریدین کا دروازہ کھول دیا۔

اور معرفتِ الٰہی کے پیاسوں کو فیوضاتِ رحمانی سے سیراب کیا۔ گردونواح کے علاقوں سے لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جمع ہو گئے۔ فیوضاتِ رحمانی کے اثر سے عشق و محبت جذب و وجد اور اضطراب کی کیفیات اُن پر طاری ہونے لگیں اور ان لوگوں کے دل آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف مائل ہو گئے۔ اس وقت عبدالسلام پیر سباقی نے اپنے نفس کی خواہش پر اپنی عزت و آبرو زائل ہونے کے خوف سے حسد کیا۔ اپنے مریدوں کے ذہنوں کو خراب کیا اور بے جا غلط دعوے کر کے حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو اذیت پہنچائی۔

حتیٰ کہ ایک دن اس نے اپنے مریدوں سے کہا جو کچھ تم ان میں (حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ اور اُن کے مریدوں میں) احوال طریقت و کیفیاتِ معرفت دیکھتے ہو وہ سب میری توجہ کا اثر ہے۔ میری توجہ کا اُن پر اثر ہو جاتا ہے اور انہیں یہ کیفیات حاصل ہو جاتی ہیں۔ اُس کی وجہ یہ ہے کہ انہیں ہجرت کی فضیلت حاصل اور تم پر میری توجہ اس لیے اثر نہیں کرتی کہ تمہیں ہجرت کی فضیلت حاصل نہیں ہے۔

اس وقت عبدالسلام پیر سباقی نے حضرت مولانا ہاشم سمنگانی قدس سرہٗ کی وہ وصیت جس میں آپ قدس سرہٗ نے حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے آداب و احترام کا خیال رکھنے کا فرمایا تھا محض حسد کی وجہ سے بھول گئے۔

اسی اذیت کی وجہ سے حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ پشاور کے علاقہ نوشہرہ میں مسجد

دل آرام میں امام وخطیب کی حیثیت سے منتقل ہو گئے اور وہاں بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خدمت دین، اصلاحِ خلق خدا کا عظیم مشن جاری وساری رکھا اور طالبانِ حق، محبانِ معرفتِ الٰہی کو جامِ معرفت سے سیراب کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ خلقِ خدا کو اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کا منکرات سے اجتناب کا اور خوفِ خدا کا حکم فرماتے رہے اور اسی دوران دشمنانِ تصوف وعرفان کے ساتھ دلیل وحجت کے ساتھ مناظرے بھی فرماتے رہے۔ حتیٰ کہ معرفتِ الٰہی کے اس درختِ کامل (حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ) کی شاخیں مختلف شہروں اور بستیوں تک جا پہنچیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس جگہ تین سال خوشحالی کے ساتھ گذارے۔ حتیٰ کہ یہاں بھی قوم کے سرداروں کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مریدین کثرت اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بڑھتی ہوئی شان وشوکت نے پریشان کر دیا۔ انہوں نے اپنی عشرت و وقار میں کمی ہوتی دکھائی دی تو انہوں نے اپنی ازلی شقاوت کا ثبوت فراہم کرتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو تکالیف پہنچانا شروع کر دیں۔ وہ لوگ اپنے اس فعلِ قبیح کے مجرم ہیں۔

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا نوشہرہ سے کھجوری باڑہ تشریف لے جانا

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو سلطان محمد خان، اور حاجی میر اصغر خان اور اُن کے بھتیجے حاجی محمد یوسف خان (جو کہ آفریدی قوم کے سردار تھے) نے منڈیکس کی حدود میں علاقہ باڑہ کھجوری میں رہائش وسکونت کے لیے جگہ تحفہ کی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس جگہ چند رہائش گاہیں تعمیر کروائیں پھر ۱۴۰۱ھ کو آپ رحمۃ اللہ علیہ نوشہرہ پشاور سے کھجوری (باڑہ) (جو کہ پشاور کے مضافات میں ہے) میں منتقل ہو

گئے۔

اس جگہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بستی کی بنیاد رکھی جس کا نام آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مرشد آباد رکھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وہاں ایک مسجد تعمیر فرمائی اور اس کے قریب درس و تدریس کے لیے ایک عظیم مدرسہ تعمیر فرمایا اور اپنے رہائش کے ایک طرف مریدین و سالکین کے لیے خانقاہ تعمیر فرمائی اور جب حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے ارشادِ معرفت کا کام شروع فرمایا تو اس معرفت کے سمندر (حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ) کے پاس لوگ کرۂ ارض کے اطراف و اکناف کے مختلف علاقوں شہروں، بستیوں سے جامِ معرفت نوش کرنے کے لیے آنے لگے۔

اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت شرق سے غرب تک ہو گئی۔ افغانستان کے سرکردہ [illegible] بڑی جماعت اور پاکستان کے لوگ اور ایران کے بعض علاقوں [illegible] رحمۃ اللہ علیہ کے فیض کی

چرچے ہونے لگے۔ مصنف [illegible]

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ارادت مند ہو گئے۔ اُن کے نام ان شاء اللہ آئندہ ذکر کروں گا۔

عرضِ مترجم یہ ہے کہ مصنف (زید مجدہٗ) نے یہ کتاب آج سے انیس سال قبل لکھی تھی لیکن آج حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا فیض پوری دنیا میں ہے اور دنیا کا شاید ہی کوئی ملک و کونہ ہوگا جہاں حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء و مریدین نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا فیض تا قیامِ قیامت جاری و ساری فرمائے اور آپ کے مزار پرانوار پر

کروڑ ہا رحمتوں کا نزول فرمائے۔ (آمین)

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے اولیاءِ کرام و مشائخ عظام کے طریقہ پر خصوصاً حضرت مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اپنے شب و روز مریدوں کی تربیت میں صرف کردیئے۔

اور اپنی تمام کوششیں خلقِ خدا کی اصلاح میں خرچ کردیں۔ حضرت شاہِ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ طریقتِ نقشبندیہ طریقہ صحبت ہے۔ یعنی جتنا مرشدِ کامل سے رابطہ اور تعلق زیادہ ہوگا اتنا زیادہ فیض حاصل ہوگا۔ حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہِ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے اس فرمان پر عمل فرماتے ہوئے اپنے سالکین و مریدین کے ساتھ کثیر محافل کا اہتمام فرمایا کرتے تھے اور اپنے مریدین و سالکین پر بہت زیادہ توجہ فرمایا کرتے تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ کے اثر سے غافل دل ذاکر ہو جایا کرتے۔ بعض اوقات ایسا ہوتا کہ تلقین ذکر کے وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی توجہ سے ہی سالک کے عالم امر کے لطائفِ خمسہ ذاکر ہو جاتے۔

بارہا آپ رحمۃ اللہ علیہ کی محفل میں اس بات کا مشاہدہ کیا گیا کہ ایک عام آدمی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی توجہ کی برکت سے ہی مرتبۂ خلافت تک پہنچ گیا۔

نظر جنہاں دی کیمیا تیں سونا کردی جھٹ

اس لیے آپ دیکھیں گے کہ

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین صاحبِ حال ہیں اور جذب و وجد کی کیف و مستی میں ڈوبے رہتے ہیں اور خوفِ خدا سے روتے، کانپتے ہیں اور عشقِ الٰہی میں فریاد کرتے نظر آتے ہیں۔

یہ سب احوال و کیفیات حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ شریف کے اثر سے ہیں۔

اس لیے کہ حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی نظر مبارک ظاہری و باطنی مرض کے لیے شفا ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی گفتگو ہر دکھ، درد، مصیبت کے لیے دوا ہے۔ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں بد بخت آ کر بیٹھ جائے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ہم نشینی محفل کی برکت سے وہ نیک بخت ہو جاتا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ مبارک کے اثر سے لطائف ذکر الٰہی میں مستغرق ہو جاتے ہیں اور ظاہرِ لطائف رنگ باطن سے رنگا جاتا ہے اس لیے اس کی حرکت ظاہراً نظر آنے لگتی ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی الشیخ احمد سرہندی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات میں سے مکتوب نمبر ۱۸۷ میں فرمایا ہے کہ اگر ظاہر لطائف رنگ باطن کے ساتھ رنگین ہو جائے اور باطنِ لطائف رنگِ ظاہر کے ساتھ رنگین ہو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے البتہ اس کا یہ فائدہ ہوگا کہ احکام ظاہر باطن میں موجود ہو جائیں گے۔ (اس لیے ان کا خیال رکھا جائے گا اور ان پر عمل آسان ہو جائے گا۔) حالاتِ باطن ظاہر میں موجود ہوں گے۔ (کہ نظر آنے لگیں گے)

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے اوصاف میں سے ایک وصف یہ بھی ہے کہ جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتا تھا اُسے خدا یاد آ جاتا اور اس پر احوالِ معرفت غالب آنے لگتے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اس وصف کا بارہا تجربہ و مشاہدہ کیا گیا اور یہ کیوں نہ ہو حضور نبی کریم رؤف الرحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا فرمان ہے:

خِیَارُ عِبَادِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ اِذَا رُؤُوا ذُکِرَ اللّٰہُ۔

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان۔ مشکوٰۃ کتاب الادب فی باب حفظ اللسان والشتم)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جنہیں دیکھ کر خدا یاد آجائے۔''

اس وصف کے علاوہ حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی ذات بابرکات میں اور بھی کثرت کے ساتھ عظیم اوصاف ہیں۔

جن میں سے ایک اخلاقِ کریمانہ ہے کہ ہر ایک کے ساتھ یکساں سلوک فرماتا۔ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی محفل میں بیٹھنے والا پریشان نہیں ہوتا تھا۔ بلکہ اسے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں یوں سکون وچین نصیب ہوتا جیسا کہ مچھلی کو پانی میں سکون واطمینان نصیب ہوتا ہے۔

اور آپ رحمۃ اللہ علیہ جب اپنے مریدین میں سے جس کسی سے بھی ہمکلام ہوتے تو وہ یوں سمجھتا تھا کہ جو محبت وشفقت وعنایت مجھ پر ہے کسی اور پر نہیں۔

اور اکثر وبیشتر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی گفتگو طریقت ومعرفت کے موضوع پر ہی ہوتی تھی۔

اور جب آپ رحمۃ اللہ علیہ معرفت ربانیہ اور اسرارِ الٰہیہ پر گفتگو فرماتے تو یوں معلوم ہوتا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات علوم ومعارف کا ایک ٹھاٹھیں مارتا سمندر ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں ہے۔

اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامعین آپ کی گفتگو میں محو ہو جاتے اور ان پر گریہ طاری ہو جاتا تھا۔

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ اپنے قول وعمل سے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت مبارکہ کا احیاء فرمایا کرتے تھے اس لیے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

مَنْ احیاء سنة مِن سنتی فعمل بها الناس کان لهٗ مثل اجر مَن عمل بها لا یفتص من اجورهم شیئًا۔

(رواہ ابن ماجہ)

ترجمہ: ''جس نے میری سنتوں میں سے کسی ایک سنت کو زندہ کیا اور لوگوں نے اس پر عمل کیا تو اس احیاء کرنے والے کو لوگوں کے عمل کا ثواب عطا فرمایا جائے گا اور عمل کرنے والے کے ثواب میں بھی ذرہ برابر کمی نہ ہوگی۔''

مصنف مدظلہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے نماز فجر ادا کرنے کے بعد مجھے وصیت فرمائی کہ فجر کی سنت کی ادائیگی کے چند سنت طریقے ہیں۔

سب سے پہلا یہ کہ اس کی ادائیگی میں سستی نہیں کرنی چاہیے۔

دوسرا سنتِ فجر، اول وقت میں ادا کرنا چاہیے۔ یعنی جیسے ہی نمازِ فجر کا وقت شروع ہو سنتِ فجر ادا کر لینی چاہیے۔

تیسرا سنتِ فجر اور فرض کے درمیانی وقت میں بلا ضرورت گفتگو نہیں کرنی چاہیے۔

اور چوتھا: سنتِ فجر کی پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ کافرون اور دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص پڑھنی چاہیے۔

جیسا کہ حدیث مبارکہ ہے:

عن ابی هريرة ان رسول الله صلی الله علیه وسلّم۔

قراء فی رکعتی الفجر قل یا ایها الکٰفرون۔ و قل هو

اللهُ احد۔ (رواۃ مسلم کذا فی مشکوٰۃ باب القراۃ فی الصلوٰۃ)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی دو رکعتوں میں سے پہلی رکعت میں قُلْ یَا اَیُّهَا الْكَافِرُوْنَ پڑھتے اور دوسری رکعت میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھتے تھے۔''

اس کے بعد حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نمازِ وتر کو سلام سے مکمل فرماتے تو سُبْحَانَ اللّٰهِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْس پڑھا کرتے تھے۔

جیسا کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ۔ اِذَا سَلَّمَ فِي الْوِتْرِ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ۔ (رواہ ابوداود)

حضرت ابی بن کعب فرماتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز سلام سے کر لیتے تو سُبْحَانَ اللّٰهِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْس پڑھا کرتے تھے۔

مصنف مدظلہ فرماتے ہیں کہ حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے بھی اس کے پڑھنے کا حکم فرمایا اور پھر فرماتے ہیں کہ طریقت میں سنتِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کو لازم پکڑنا شرط ہے۔ اور سنت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر طریقت کو اپنانا اپنے ہاتھوں کو خاردار درخت پر مار کر زخمی کرنا ہے۔

بلکہ فسادِ اُمت کے وقت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سنت کو زندہ کرنا سو شہیدوں

کا اجر پاتا ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی اس حدیث مبارکہ کی طرف اشارہ فرمایا کہ

مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِي عِندَ فَسادِ امتي فله اَجر مائة شهيد۔ (مشکوٰۃ کتاب الاعتصام، بیہقی کتاب الزہد)

ترجمہ: ''جس نے فسادِ امت کے وقت میری ایک سنت کو زندہ کیا اس شخص کو سو شہیدوں کا ثواب عطا کیا جائے گا۔''

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدوں کو عمامہ باندھنے کا حکم فرمایا کرتے تھے اس لیے کہ عمامہ سنتِ مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لمعات فی شرح مشکوٰۃ کتاب اللباس میں فرماتے ہیں کہ عمامہ پہننا سنت ہے اور اس کی فضیلت میں کثیر احادیث ہیں۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

ركعتانِ بعمامة افضل من سبعين ركعة بلا عمامة۔

ترجمہ: ''دو رکعت نماز عمامہ کے ساتھ ادا کرنا بغیر عمامہ کے ادا کی ہوئی ستر رکعتوں سے افضل ہیں۔''

اے مخاطب جان لے کہ عمامہ کے لیے شملہ رکھنا افضل ہے۔ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی شملہ رکھا کرتے تھے اور کبھی بغیر شملہ کے عمامہ باندھا کرتے اور کبھی دو شملے رکھا کرتے جو دونوں کندھوں کے درمیان پیٹھ پر ہوتے تھے۔

عمامہ کے شملہ کی کم از کم مقدار چار انگلیوں کے برابر ہے اور زیادہ ایک ہاتھ کے برابر ہونا چاہیے اور شملہ کا اتنا لمبا ہونا کہ وہ پیٹھ کے نصف حصے سے بڑھ جائے یہ

بدعت ہے اور اسراف میں داخل ہے۔

اور عمامہ ٹوپی کے اوپر باندھنا چاہیے جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے:

عن رکانَۃَ رضی اللہ عنہ انہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان فرق بیننا و بینَ المشرکین العمائم علیٰ القلانس۔

(ترمذی جلد۲، کتاب اللباس)

ترجمہ: ''حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ ہمارے اور مشرکین کے درمیان فرق کرنے والی شئی ٹوپی پر عمامہ کا باندھنا ہے۔ یعنی ہم ٹوپی پر عمامہ باندھتے ہیں اور مشرکین ایسا نہیں کرتے۔''

اب عمامہ کی مقدار کہ عمامہ کتنا لمبا ہونا چاہیے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قصیر یعنی چھوٹا عمامہ سات ہاتھ کی مقدار تھا اور طویل یعنی بڑا عمامہ بارہ ہاتھ کی مقدار تھا۔

(کذافی المرقاۃ، شرح مشکوٰۃ)

حضرت مبارک رحمۃ اللہ اپنے مریدین کو عمامہ باندھنے کا حکم فرمایا کرتے تھے۔ اس لیے حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا مرید دنیا کے کسی کونے میں بھی ہو تو سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم یعنی عمامہ اور حرکتِ لطائف سے پہچانا جاتا ہے۔

اور آپ رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کو داڑھی رکھنے کا حکم فرمایا کرتے تھے حتیٰ کہ جو شخص بھی مرید ہونے کے لیے آتا اُسے اس وقت تک بیعت نہیں فرماتے تھے جب تک وہ

داڑھی رکھنے اور دوبارہ سنتِ رسول ﷺ یعنی داڑھی نہ کٹوانے کا وعدہ نہ کر لیتا۔

اس لیے کہ حدیثِ مبارکہ ہے:

قال رسول الله صلی الله علیه سلم، الھکُوا الشوارِبَ واحفوا اللُّحٰی و فی روایةٍ خالفوا المشر کین و فروا اللحی واحفُو الشَّوَارِبَ۔ (بخاری کتاب اللباس باب اللحیة)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مونچھیں ترشواؤ، داڑھی بڑھاؤ۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ مشرکین کی مخالفت کرو یعنی داڑھی بڑھاؤ اور مونچھیں ترشواؤ۔

سرکار ﷺ کے اس فرمان کے پیشِ نظر حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ ہر آنے والے شخص کو داڑھی رکھنے کا حکم فرمایا کرتے تھے۔

اور جو شخص نماز میں بلا عذر کھانستا تھا اسے نماز لوٹانے کا حکم فرماتے تھے اور اسے یہ مسئلہ فوراً بتاتے کہ بلا عذر نماز میں کھانسنا مکروہ ہے۔ جیسا کہ کتب فقہ میں اس مسئلہ کی وضاحت موجود ہے۔

قرآن وحدیث اور اقوالِ فقہاء کرام سے جذب ووجد کا ثبوت

اور حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین پر نماز میں جو کیفیت وجد ہوتی ہے۔ مثلاً رونا، جسم کا کانپنا، بلا اختیار آواز کا بلند ہونا، اُف اُف، تُف کہنا وغیرہ یہ سب افعال خشوع وخضوع کی زیادتی پر دلالت کرتے ہیں۔ کتاب وسنت اور مشہور ومعروف فقہاءِ کرام کے اقوال سے اس کا ثبوت موجود ہیں۔

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ حالتِ نماز میں وجد طاری ہونے پر کسی سالک پر

اعتراض نہیں فرماتے تھے بلکہ نماز میں وجد کا ہونا یہ حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے کمال کی وجہ سے ہوتا تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین پر کیفیت وجد کا ہونا یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قوتِ توجہ کا اثر تھا۔

کتاب اللہ سے دلیل:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قَدْ اَفْلَحَ الْمُومِنُوْنَ۔ اَلَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ۔

(پارہ:۱۸،سورۃ المومنون:۱،۲)

ترجمہ: ”تحقیق نجات پا گئے وہ مومنِ کامل جو نماز میں خشوع کرتے ہیں۔“

پس آہ، اُف کرنا اور رونا اگرچہ بلند آواز سے ہو یہ زیادتیِ خشوع وخضوع پر دلالت کرتا ہے۔

ان کیفیات کا ہونا اگر اللہ تعالیٰ کے خوف سے ہو تو کمالِ ایمان کی نشانی ہے [illegible] تعالیٰ نے ایسے مومنوں کی تعریف اپنے پاک کلام میں فرمائی ہے۔ اور [illegible] لذت خشوع و [illegible]

[illegible] سے وہ کیفیاتِ جذب و وجد [illegible]

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اَللّٰه نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ کِتَابًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِیَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَ ثُمَّ تَلِیْنُ جُلُوْدُهُمْ وَ

قُلُوبُهُمْ اِلٰی ذِکْرِ اللّٰهِ۔ (پارہ:۲۳،سورۃ:زمر،آیت:۲۳)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ نے اُتاری سب سے اچھی کتاب کہ اول سے آخر تک ایک ہی ہے۔ دوہرے بیان والی اس سے بال کھڑے ہوتے ہیں اُن کے بدن پر جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں پھر اُن کی کھالیں اور دل نرم پڑتے ہیں یادِ خدا کی طرف رغبت میں۔''

علامہ نسفی نے تفسیر مدارک التنزیل میں اقشعرار کا معنی التحرك والاضطراب کیا ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ کے خوف سے اور اس کے انوار کی تجلی کی محبت میں بدن کا حرکت کرنا، کانپنا اور مضطرب ہونا اقشعرار ہے۔ اس حالت کو آیت مبارکہ میں مطلق ذکر کیا گیا ہے۔

یعنی یہ کیفیت مطلق ہے بیرونِ نماز بھی ہوسکتی ہے اور نماز میں بھی ہوسکتی ہے۔ اس کو صرف بیرونِ نماز کے ساتھ مقید نہیں کیا جاسکتا۔

اور سالکین کے بدن کا کانپنا غلبہ حال کی وجہ سے ہے اور وہ اس کیفیت میں بے اختیار ہیں جس طرح کسی آدمی کو چھینک آجائے تو وہ بے اختیار ہوتا ہے اور جس طرح کسی کو نکسیر آجائے تو وہ نکسیر کے خون کو روکنے میں بے اختیار ہوتا ہے اس کے بس میں نہیں ہوتا اسی طرح سالکین کی کیفیات بے اختیار یہ ہیں جو ان کے بس میں نہیں ہوتیں۔

اور سالک کا غلبۂ حال میں لرزنا اور کانپنا یہ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے منافی نہیں ہے۔

قُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ۔ (پارہ:۲،سورۃ:البقرۃ: آیت:۲۳۸)

آرام سے کھڑے ہونے کا حکم اس شخص پر ہے جو اپنی اصل کیفیت اور حالت میں ہو اور جس سالک پر غلبۂ حال کی وجہ سے کپکپی طاری ہے وہ اس حکم سے مستثنیٰ ہے۔ کیونکہ یہ کیفیت بے اختیاری ہے۔

اے مخاطب اس میں غور وفکر کر اور شک کرنے والوں میں سے نہ ہو۔

حدیث مبارکہ میں ہے:

اِذَا اقْشَعَرَّ جِلْدُ الْمُؤمن مِنْ خشيةِ اللّٰهِ طَحَاتَتْ عنهُ ذنوبُهٗ كَمَا يَتَحَاتُّ عَنْ الشَّجْرَةِ الْيَابِسَة اَوْرَاقُهَا۔

(تفسیر مدارک التنزیل لنسفی تحت آیت اللہ نزل احسن الحدیث)

ترجمہ: ''جب مؤمن کی کھال (بدن) خوفِ خدا سے کانپتا ہے تو اس کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جیسے خشک درخت کے پتے جھڑتے ہیں۔''

اسی طرح علامہ طحطاوی نے مراقی الفلاح باب ما یفسد الصلوٰۃ کے حاشیہ میں حدیث مبارکہ نقل کی ہے کہ

مَنْ اَطَاعَ اللّٰهَ بَاكِيًا دَخَلَ الْجَنَّةَ ضَاحِكًا۔

ترجمہ: ''جو شخص رو کر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے وہ ہنستے ہوئے جنت میں داخل ہوگا۔''

تحقیق نماز بھی اطاعت خدا کا نام ہے۔ اور نماز میں رونا اگر میسر ہو تو اچھا ہے اور یہ کیفیت ہر شخص کو حاصل نہیں ہوتی مگر وہ خوش قسمت آدمی جس نے اولیاء کرام

سے ہدایت حاصل کی ہو اور ان کی محبت سے اپنے نفس کو پہچان لیا ہو تو اسے حاصل ہو سکتی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے شمائلِ ترمذی میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک روز سورج گرہن ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ کسوف ادا کرنے کے لیے کھڑے ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنا لمبا قیام فرمایا۔ قریب نہیں تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں جائیں گے۔ (یعنی اتنا قیام کیا) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کیا اور اتنا لمبا رکوع کیا کہ معلوم ہوتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع سے سر نہ اٹھائیں گے۔ پھر آپ نے رکوع سے سر اٹھایا قریب نہیں تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کریں گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا۔ قریب نہیں تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ سے سر اٹھائیں گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ سے سر اٹھایا پس قریب نہیں تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بعد دوبارہ سجدہ کریں گے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا پس قریب نہیں تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ سے سر اٹھائیں گے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز بلند کی اُف کہا اور رونے لگے۔

تحقیق اُف کہنا یہ آہ کی قسم ہے پس نماز میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عمل سے رونا اور اُف کہنا ثابت ہے اور امام ترمذی نے شمائل ترمذی میں دوسری جگہ مطرف سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے باپ عبداللہ شخیر سے روایت کرتے ہیں اُن کے باپ نے کہا ایک مرتبہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا فرما رہے تھے اور دورانِ نماز آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح رونے کی آواز آ رہی تھی جس طرح دیگ کے جوش مارنے کی آواز آتی ہے اور یہ حدیث حجت ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کے خلاف جس میں انہوں نے فرمایا کہ آہ، اُف کرنے سے اور رونے سے مطلقاً نماز

ٹوٹ جاتی ہے جبکہ اس کیفیت میں دو حرف ادا ہونے کی آواز آئے۔

دیگ کی آواز جب کوئی سنتا ہے تو اس میں حروف ہوتے ہیں، جو سنائی دیتے ہیں اس سے ثابت ہوا کہ نماز میں خوف خدا سے رونے اور آہ، اُف کرنے سے نماز نہیں ٹوٹتی۔ اسی طرح ہے فتاویٰ فتح القدیر میں۔ جلد نمبرا، باب **ما یفسد الصلوٰۃ** میں۔ اس بارے میں حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا اثر منقول ہے جسے کفایہ شرح ہدایہ میں علامہ جلال الدین خوارزمی نے نقل کیا ہے۔

اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا سے نماز میں آہ کہنا کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اگر یہ اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے ہو تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی اگر درد یا تکلیف کی وجہ سے ہو تو نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

اور ہدایہ کتاب الصلوٰۃ باب **ما یفسد الصلوٰۃ** میں بھی ہے کہ نماز میں بلند آواز سے رونا آہ کرنا اور کراہنا حالتِ نماز میں اگر جنت یا دوزخ کے یاد آنے کی وجہ سے ہے تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ کیونکہ اس سے خشوع وخضوع میں اضافہ ہوتا ہے اور اگر یہ کیفیت درد یا مصیبت کی وجہ سے ہو تو اس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ اس لیے کہ یہ غمگینی اور لاچاری کا اظہار ہے اور یہ دنیاوی گفتگو ہے جو کہ خشوع وخضوع میں مخل ہے اس لیے نماز کو توڑنے والی ہے۔

اور فتاویٰ عالمگیری کتاب الصلوٰۃ فی باب اسابع **فیما یفسد الصلوٰۃ** جلدا میں ہے کہ اگر کوئی شخص نماز میں کراہتا ہے اور آہ کرتا ہے یا روتا ہے اور اس کی آواز بلند ہو جائے اور حروف پیدا ہو جائیں تو پھر دیکھا جائے گا کہ رونا اور آہ کرنا جنت یا دوزخ کے ذکر کی وجہ سے ہے تو اس کی نماز تام (مکمل) ہے۔ اور اگر رونا اور کراہنا

درد کی وجہ سے ہے تو نماز ٹوٹ جائے گی۔

اور اگر رونا زیادتی گناہ کی وجہ سے ہے تو اس سے نماز نہیں ٹوٹتی۔

اور فتاویٰ بزازیہ میں مذکور ہے کہ اگر کوئی شخص نماز میں رویا اور اس کے آنسو جاری ہو گئے اگر بغیر آواز کے ہے تو اس سے نماز نہیں ٹوٹتی اور اگر رونے سے آواز بھی بلند ہوگئی اور اس میں حروف بھی پیدا ہو گئے تو وہ رونا جنت یا دوزخ کی یاد آنے کی وجہ سے ہے تو اس سے اس کی نماز نہیں ٹوٹتی۔ اسی طرح اگر اس نمازی نے اُف یا تُف کہا یا کراہا تو آہ، اُوہ کی مثل ہے اگر جنت یا دوزخ کے ذکر کی وجہ سے ہے تو مفسدِ نماز نہیں ہے۔

اور ردالمحتار میں جو عبارت مذکور ہے اس میں اس طرح ہے کہ صرف جنت دوزخ کے ذکر سے نہیں بلکہ آہ، اُف وغیرہ جنت و دوزخ کے ذکر کے وقت نکلے تو گویا کہ نمازی یہ کہہ رہا ہے کہ اے پروردگار میں تجھ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور دوزخ سے پناہ مانگتا ہوں اگر اس نے اس بات کی تصریح کر دی تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔

اور ردالمحتار معروف بہ فتاویٰ شامی میں یہ بات بھی مذکور ہے کہ اگر کسی شخص نے امام کی قرأت سُنی اور اس قرأت نے اسے تعجب میں ڈال دیا اور اس شخص نے نماز میں رونا شروع کر دیا اور اس نے بلٰی یا نَعَمْ یا آرِی کہا یعنی جی ہاں یا ہاں کہا اس سے اس کی نماز فاسد نہیں ہوگی کیونکہ اس کا رونا اور یہ الفاظ کہنا خشوع وخضوع پر دلالت کرتے ہیں۔

اسی طرح حاشیہ طحطاوی علیٰ مراقی الفلاح میں بھی ہے۔ مصنف مدظلہ کہتے ہیں کہ میں نے اس بحث کو انتہا تک پہنچا دیا ہے اگر مزید اس پر گفتگو مطلوب ہو تو میری

کتاب النصوصُ السیفیه فی الطریقة النقشبندیه کو دیکھئے۔ اس میں اس موضوع پر بہت طویل گفتگو موجود ہے۔ اور وہ شخص جو جاہل ہے اور ان کیفیات پر مطلقاً فساد کا حکم دیتا ہے تو وہ شخص اپنی بیہودہ گوئی سے عوام کو فتنہ میں ڈال کر دنیا کی جھوٹی عزت کا طلبگار ہے۔

حالانکہ ہم نے اس مسئلہ کو آیاتِ قرآنی، احادیثِ نبویہ، آثارِ صحابہ کرام، اور اقوالِ فقہاء کرام سے روزِ روشن کی طرح واضح کر دیا ہے۔

اگر کوئی شخص اپنی آنکھوں کو بند کر کے ان حالات کا انکار کر دے تو اس کا ان حالات کے فساد حکم کرنا اسے کوئی فائدہ نہیں دے گا۔

ان کیفیات سے انکار کا فائدہ گمراہی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ جس گمراہی کا اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے ارادہ فرمایا ہے وہ اس آفت میں مبتلا ہو گیا ہے۔

ہمارے دور میں چند ایسے لوگ ہیں جو اپنے آپ کو علماء کہتے ہیں اور علماء کی وضع وقطع اختیار کیے ہوئے ہیں لیکن وہ افتراء باندھتے ہیں اور حق بات کو چھپاتے ہیں بلکہ درِ حسد کی وجہ سے حق بات کو چھپانا ان کی علامت ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں قولی و عملی مہلکات سے نجات عطا فرمائے۔ (آمین۔ ثم آمین)

بالجملہ حضرت اخندزادہ مبارک رحمۃ اللہ علیہ فضائل وکمالات کے جامع تھے۔ گویا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ہستی کمال وفضیلت کی ایک کان تھی اور مجھ جیسا آدمی حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے جیسے فضائل وکمالات بیان کرنے سے قاصر ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل وکمالات میں سے وہ چند جو میں نے مشاہدہ کیے وہ بیان کیے ہیں جیسا کہ مقولہ ہے کہ جتنا زیادہ اُن کے حسین چہرے کو دیکھو گے اتنا زیادہ حسین پاؤ گے۔

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین کثرت کے ساتھ ہین اوراسی طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء بھی کثیر ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں کا شمار ہزاروں میں ہے۔ عرضِ مترجم یہ ہے کہ مصنف نے جب یہ کتاب تصنیف کی اس وقت آپ کے مرید ہزاروں میں تھے لیکن اب ان کی تعداد لاکھوں میں ہے۔

اورآپ رحمۃ اللہ علیہ کے اکثر خلفاء ومریدین افغانستان میں اور پاکستان میں ہیں اور ایران کے بعض علاقوں میں بھی ہیں اور بعض دُور کے ممالک میں ہیں۔ مثلاً اروپا نمساء اس کا دارالحکومت اُتریش ہے اور المان اور فرانس، امریکہ، کینیڈا اور اس کے علاوہ بھی دیگر کثیر ممالک میں جیسے مالیزیا اور سنگاپور میں بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین کی کافی تعداد موجود ہے۔

یہ مترجم عرض کرتا ہے کہ اس وقت کی بات ہے جب مصنف مدظلہ نے

۱۴۱۳ھ میں اس کتاب کو تصنیف کیا۔

اب تو دنیا کا شاید ہی کوئی ملک ہوگا جہاں حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء و مریدین نہ ہوں۔ مثلاً سعودیہ، دوبئی، برطانیہ، انگلینڈ، ایران، عراق، آسٹریا، قطر، افغانستان ان کے علاوہ کثیر ممالک میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین و معتقدین موجود ہیں۔

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء کی تعداد ۱۴۱۲ھ میں یعنی آج سے تقریباً ۲۱ سال پہلے جب یہ کتاب لکھی گئی تو اس وقت پانچ ہزار سات سو باون تھی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء کے اسماءِ گرامی چار ضخیم جلدوں میں محفوظ ہیں جو غیر مطبوعہ ہیں۔

لیکن اب جبکہ اس کتاب کا ترجمہ کیا جارہا ہے اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء کی تعداد 50859 ہے۔

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں سے ہر ایک خلیفہ صاحب وجد و حال ہے اور ہر ایک کے کثیر مریدین ہیں۔ میں نے پاکستان کے مختلف شہروں اور دیہاتوں میں اس کا مشاہدہ کیا ہے۔

اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تمام خلفاء کا اگر ذکر کیا جائے تو اس کے لیے مختصر کتاب میں گنجائش نہیں ہے لہٰذا یہاں صرف ان کے چند خلفاء کا ذکر کیا جائے گا جو دور کے ممالک سے تعلق رکھتے ہیں۔

۱۔صوفی ابوبکر محمد سیفی (ملّر)، ان کا تعلق آسٹریا سے ہے

ان کا تعلق نمساء سے ہے جس کا دارالحکومت اُتریش ہے۔ اور یہ غرادس (Graz) کی ریاست ہے ان کی بستی کا نام یودن دورف (Yodindoorp) ہے جو

کہ شتراسنکل (یعنی سٹرک انجیل) کے کنارے پر یہودیوں کی ایک بستی ہے۔

ابوبکر محمد کا سابق نام بیرن ہارڈ (Bernhard) تھا اوران کے والد کا نام انتون (Anton) ہے۔

ابوبکر محمد پاکستان میں تجارت کی غرض سے آئے تھے۔ اسی دوران ان کی ملاقات حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے کسی خلیفہ سے ہوئی اوران کی زبانی حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت سنی تو دل میں زیارت کا اشتیاق پیدا ہوا۔ جب حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کا رخِ انور دیکھ کر آپ کے دستِ حق پرست پر سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت ہو گئے اور کچھ عرصہ گذرنے کے بعد ۱۴۱۶ھ میں طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں خلافت سے نوازے گئے۔

اس کے بعد حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے ابوبکر محمد کو طریقہ چشتیہ وقادریہ کی تلقین کی اس میں بھی یہ مجاز ہونے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں طریقۂ سہروردیہ کے اسباق دیئے۔ ابوبکر محمد اس طریقہ میں بھی اپنے پیرومرشد سے بالآخر ماذون ہوئے۔

اورانہوں نے سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اچھے طریقہ سے اپنا لیا حتیٰ کہ عمامہ کو اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق لباس کو بھی اپنا لیا اور حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ خود ان کی تعریف فرمایا کرتے تھے۔

ابوبکر محمد کی زوجہ (بیوی) بھی اسی فضیلت سے بہرہ مند ہوئی اوران کے دونوں بیٹے ابراہیم اور یعقوب نے بھی اس نعمتِ عظمیٰ سے حصہ حاصل کیا۔

اے اللہ! تو ان پر اپنی رحمت فرما اوران کی مغفرت فرما۔ یارب العالمین اور انہیں صراطِ مستقیم پر قائم و دائم رہنے کی توفیق عطا فرما اور انہیں اپنے ملک میں دیگر

لوگوں کی ہدایت کا سبب بنادے۔

۲۔صوفی ڈاکٹر محمد یحییٰ سیفی، ان کا سابق نام حانس S/O یوحان تھا

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں سے ایک ڈاکٹر محمد یحییٰ ہیں۔ان کا تعلق آسٹریا سے ہے اور یہ غرادس (Graz) اور ان کے والد کا نام یوحان تھا اور یہ ابو بکر محمد (ملّر) کے دوستوں میں سے تھے۔ابو بکر محمد ملّر نے انہیں سلوک اور معرفتِ الٰہی کی طرف رغبت دلائی اور کبھی کبھی ان پر توجہ بھی کیا کرتے تھے۔حتیٰ کہ حانس ان کی صحبت سے متاثر ہوئے اور اِن کے ساتھ حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور طریقۂ نقشبندیہ میں بیعت ہو گئے اور چند دن آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں رہے اور پھر اپنے وطن واپس لوٹ گئے کچھ عرصہ گذرنے کے بعد دوبارہ پاکستان آئے اور حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں ایک سال یا اس سے کچھ ماہ زیادہ مقیم رہے۔

اور اسی دوران طرق اربعہ یعنی طریقۂ نقشبندیہ، چشتیہ، قادریہ اور سہروردیہ کی خلافت مطلقہ سے سرفراز ہوئے اور پھر شریعت وطریقت کی خدمت کے لیے اپنے وطن آسٹریا (Austria) واپس لوٹ گئے۔

۳۔صوفی محمد نعیم سیفی، ان کا سابق نام رایمونڈ S/O ریمونڈ شافیر تھا

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے بیرون ممالک کے خلفاء کرام میں سے محمد نعیم ہیں ان کا تعلق آسٹریا سے ہے۔ ان کے شہر کا نام دیوتج فیستر لیس ہے۔ جو کہ یوحَنیس فِیغقل کی طرف واقع ہے۔

ان کا سابق نام رایمونڈ (Raimund) اور ان کے والد کا نام رایمونڈ شافیر(Raimund Schaffer) تھا۔

محمد نعیم ۱۴۰۴ھ میں اسلام لائے اور پھر انہوں نے اسلامی کتب کا جرمنی زبان میں کیا گیا تھا اور وہ کتب حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ اور ان جیسے عظیم بزرگوں کی تصنیفات تھیں۔ ان کتب کے مطالعہ سے ان کا دل تصوف کی طرف مائل ہو گیا اور ہمیشہ انہیں اہلِ تصوف ہستیوں کی تلاش رہتی تھی۔ اسی دوران ان کی ملاقات اپنے دوست ابوبکر محمد ''ملَر'' سے ہوگئی۔ ابوبکر محمد (ملَر) اس ملاقات سے پہلے پاکستان میں حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت ہو چکے تھے۔ ابوبکر محمد (ملَر) سے اہلِ تصوف کے بارے میں گفتگو ہوئی تو انہوں نے حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف کی اور تصوف میں اُن کے بلند پایہ مقام کے متعلق بتایا اور تحدیث نعمت کے طور پر حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل شدہ خلافت کے متعلق آگاہ کیا محمد نعیم نے اپنی نیک نیّتی کی وجہ سے اُن کی گفتگو کو قبول کیا اور اُسی جگہ اُن کی بیعت ہو گئے۔ ان کی

محفل میں ہمیشہ ذوق وشوق سے حاضر ہوتے رہے اور حضرت مبارک ﷫ کے دیدار کا شوق ہمیشہ اُن کے دل میں رہتا تھا۔ حتیٰ کہ ایک مرتبہ اپنی والدہ کے ساتھ پاکستان آنے کا اتفاق ہوا اور وہ حضرت مبارک ﷫ کے ساتھ تنہائی میں دیدار سے مشرف ہوئے اس لیے کہ اُن کی والدہ ابھی اسلام نہیں لائی تھیں چند دنوں کے بعد وہ اپنے وطن آسٹریا واپس چلے گئے تو حضرت مبارک کی محبت اور ان کی محافل کی یاد نے ان کے دل کو بے قرار کر دیا۔ اور اسی دوران اُن کی بیوی ان کے مسلمان ہونے کی وجہ سے انہیں چھوڑ کر چلی گئی تھی اور انہوں نے ایک مسلمان عورت سے نکاح کر لیا تھا لیکن پھر بھی معرفتِ الٰہی کے ذوق نے انہیں حضرت مبارک ﷫ کے دیدار پر دوسری مرتبہ پھر مجبور کر دیا۔

اس وقت محمد ابو بکر ''مِلر'' نے بھی حضرت مبارک ﷫ کی زیارت کا ارادہ کیا۔ دونوں نے رختِ سفر باندھا اور پاکستان پہنچ گئے۔ اور ذوق، شوق و وجد کے ساتھ حضرت مبارک ﷫ کے دیدار سے مشرف ہوئے اور وصل وقرب الٰہی کے مراتب حضرت مبارک ﷫ کے دیدار کی برکت سے پائے۔ ایک ماہ تک حضرت مبارک ﷫ کے قرب میں رکے اور پانچ شوال ۱۴۱۲ھ کو محمد نعیم طریقہ نقشبندیہ میں خلیفہ ہوئے اور ترویج شریعت خدمت طریقت کے لیے اپنے وطن آسٹریا لوٹ گئے۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت عطا فرمائے۔

۴۔ صوفی محمد آدم سیفی، ان کا تعلق فرانس کے شہر میلوز سے ہے

جو کہ ملک فرانس کی ولایت الزس (Alsace) کا ایک شہر ہے۔

ان کا فرانسیسی نام آدم اور ان کے والد کا نام چارلس (Charlis) تھا۔ یہ پاکستان میں غرض تجارت سے آئے اور ان کی ملاقات حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء سے ہوئی اور ان سے حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی بلندیٔ شان علومرتبہ ولایت کے متعلق سنا تو ان کے دل میں بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی تمنا پیدا ہوئی۔

پس حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی محبت کو پابندی سے اپنایا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت کی شرائط پر عمل پیرا ہوئے۔ بالآخر طریقہ نقشبندیہ، چشتیہ، قادریہ اور سہروردیہ میں خلافت سے نوازے گئے۔ اور پھر چند لوگ ان کے معتقد و مرید ہوئے جنہوں نے ان سے راہِ سلوک طے کی۔

۵۔صوفی عبداللہ سیفی جن کا تعلق فرانس کے شہر اِسخاذ بُو حا سے ہے

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دور ممالک کے خلفاء میں سے ایک عبداللہ بھی ہیں جن کا تعلق ملکِ فرانس کے شہر اِسخاذ بُو حا (Askhasbohha) سے ہے۔ مصنف لکھتے ہیں کہ وہ ان کے پرانے نام سے واقف نہیں البتہ ان کے والد کا نام غیشخت (Ghiskhat) تھا۔

فرانس میں عبداللہ کی ملاقات محمد آدم سے ہوئی محمد آدم نے انہیں معرفت الٰہی کی طرف دعوت دی اور انہیں طریقت کی طرف رغبت دلائی حتیٰ کہ عبداللہ محمد آدم کی صحبت سے متاثر ہوئے اور ان کے مرید ہو گئے۔ اسی دوران حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی غائبانہ تعریف سن کر اُن کے دل میں بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کا شوق پیدا ہوا۔

یہاں تک کہ وہ پاکستان آئے اور حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت سے

مشرف ہوئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت و محفل کو پابندی کے ساتھ اپنائے رکھا اور طریقت عالیہ نقشبندیہ میں مرتبۂ خلافت کو پہنچے۔

۶۔صوفی داؤ د عبداللہ سیفی، ان کا تعلق جرمنی کی ولایت لندو کے شہر شلوسبزک ستراس سے ہے

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دیارِ غیر کے خلفاء میں سے داؤ د عبداللہ بھی ہیں جن کا تعلق ملک المان یعنی جرمنی کی ولایت لندو کے شہر شلوسبزک ستراس سے ہے۔

ان کے والد کا نام نربرت (Nobrt) ہے۔اور یہ پاکستان کے دارالحکومت اسلام آباد کی کسی یونیورسٹی میں حصولِ تعلیم کے لیے آئے ہوئے تھے کہ اسی دوران انہوں نے انگریزی میں ترجمہ شدہ قرآن پاک پڑھا۔قرآن پاک پڑھنے کی برکت سے ان کا دل نرم ہوگیا اور یہ مسلمان ہوگئے۔

مسلمان ہونے کے کچھ عرصہ بعد پشاور میں ان کی ملاقات حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ابوبکر محمد ملّر سے ہوئی جن کا تعلق فرانس سے تھا۔اُن کے ساتھ حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے حضور حاضری کا شرف حاصل ہوا۔اور داؤ د عبداللہ حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ حق پرست پر طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت ہوگئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت کو آدابِ طریقت کو ملحوظ رکھتے ہوئے اختیار کیے رکھا۔یہاں تک کہ طریقۂ نقشبندیہ میں مرتبہ خلافت کو پہنچے پھر اپنے وطن جرمنی چلے گئے۔

کچھ عرصہ بعد انہیں دوسری مرتبہ حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر

ہونے کا شرف حاصل ہوا اور پھر تیسری مرتبہ شرفِ ملاقات ملا اسی دوران طریقہ عالیہ چشتیہ اور قادریہ میں خلافت سے نوازے گئے۔اور پھر اپنے وطن جرمنی واپس چلے گئے اور چوتھی مرتبہ جب حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لیے آئے تو خلافتِ مطلقہ فی طرقِ اربعہ سے نوازے گئے ان کا سند خلافت نمبر ۷۳۶ ۵ ہے جو کہ جلد نمبر ۴ پر درج ہے۔

اس کے بعد اپنے وطن جرمنی واپس جا کر شریعت وطریقت کی خدمت میں لگ گئے۔اور بہت سے لوگ ان سے بیعت ہو گئے۔بعض کو تو انہوں نے راہِ سلوک طے کروا کر مرتبۂ خلافت تک پہنچایا۔اللہ تعالیٰ انہیں مزید کوشش کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

صوفی درویش محمد امین سیفی ،ان کا تعلق جرمنی کے شہر کارلسہر وہا سے ہے

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے دیارِ غیر کے خلفاء میں سے درویش محمد امین ہیں جن کا تعلق ملک جرمنی (Jermany) کے شہر کارلسروہا (Karlsruha) سے ہے بروا ستراس (Brauar Strass) کے کنارے واقع ہے۔ان کا سابق نام کریستوپ (Kristup) اور ان کے والد کا نام گرہرد (Gerhurd) تھا۔

انہوں نے داؤد عبداللہ کی صحبت میں حاضری دی۔

داؤد عبداللہ صاحب حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے جرمنی میں خلیفہ ہیں۔درویش محمد امین ان سے متاثر ہو کر ان کی بیعت ہو گئے۔حتیٰ کہ پاکستان میں حضرت مبارک

رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لیے حاضر ہوئے اور کچھ مدت اسباقِ طریقت اور رعایت آداب کے حصول کے لیے اقامت پذیر رہے اور یہاں تک طریقۂ نقشبندیہ میں خلیفہ ہوئے۔

۸۔ صوفی محمد فواد سیفی ولد موسیٰ کاظم کا تعلق ملک تُرکی کی ولایت انتلیا کے شہر تورقوت کے محلّہ بلند کے قصبہ یشل ییلا سے ہے

دیارِ غیر کے خلفاء میں سے محمد فواد ولد موسیٰ کاظم ہیں ان کا تعلق ملک ترکی (استنبول) کی ولایت انتلیا کے شہر تورقوت کے محلّہ بلند کے قصبہ یشل ییلا سے ہے۔

محمد فواد جرمنی میں مؤسسہ یعنی تعمیر کا کام کیا کرتے تھے۔ اپنی نیک اعتقادی کی وجہ سے حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے جرمنی کے ایک خلیفہ داؤد عبداللہ سے انہوں نے ملاقات کی اور پھر ان کی محفل میں حاضر ہوتے رہے اور ان کی محبت سے متاثر ہوئے اور ان کا دل داؤد عبداللہ کی طرف مائل ہو گیا اور ان سے طریقۂ نقشبندیہ میں بیعت ہو گئے اور دوام کے ساتھ ان کی صحبت کو اپنائے رکھا اسی دوران ان کے دل میں حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے دیدار کا شوق پیدا ہوا۔

پھر اپنے پیر و مرشد داؤد عبداللہ صاحب کے ہمراہ پاکستان کا سفر کیا۔ حتیٰ کہ ذوق و شوق اور جذب و وجد کے ساتھ حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے دیدار سے مشرف ہوئے اور ایک ماہ تک آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ عالیہ میں مقیم رہے اور حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں اُن کے انوارِ معرفت سے فیض حاصل کرتے رہے۔ حتیٰ کہ سولہ رمضان المبارک ۱۴۱۲ھ کو انہیں حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں

سند خلافت عطا ہوئی ان کا سند خلافت نمبر ۴۶۶۸ ہے جو کہ جلد نمبر۴ میں درج ہے۔ اِذن خلافت کے بعد محمد فواد صاحب شریعت و معرفت کی نشرو اشاعت کے لیے جرمنی واپس چلے گئے اور اس کتاب کے لکھے جانے تک جرمنی میں مقیم ہیں۔

۹۔صوفی سالم عبداللہ سیفی کا تعلق ملک امریکہ کی ولایت کالیفورنیا کے شہر بوستن سے ہے

دور کے ممالک میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں سے سالم عبداللہ صاحب ہیں جن کا تعلق ملکِ امریکہ (America) کی ولایت کالیفورنیا (calipornia) کے شہر بوستن (Boston) سے ہے۔

ان کا سابق نام سالم بولیر (Salem Buehler) تھا۔ اور ان کے والد کا نام فرنگ (Farang) ہے۔

سالم عبداللہ اطرافِ لاہور میں تجارت کیا کرتے تھے کہ اسی دوران ان کی ملاقات حضرت مبارک قدس سرہٗ کے کسی خلیفہ سے ہوئی۔ انہوں نے سالم عبداللہ کو معرفتِ الٰہی کی طرف دعوت دی اور حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت احیائے سنت، علو مرتبت و معرفت الٰہی کے متعلق بتایا۔

اپنی نیک اعتقادی اور خوش قسمتی کی وجہ سے سالم عبداللہ صاحب کے دل میں حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے دیدار کا شوق پیدا ہوا۔ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں حاضر ہوئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا فیضان دیکھ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ حق پرست پر چھ شوال المکرّم ۱۴۰۸ھ کو بیعت ہو گئے اور خلوصِ نیت سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں حاضر

ہوتے رہے اور وظائفِ طریقت ادا کرتے رہے۔ حتیٰ کہ تین شوال المکرّم ۱۴۱۱ھ کو طریقۂ عالیہ نقشبندیہ میں خلافت کو پہنچے اور ان کا سندِ ارشاد نمبر ۳۶۸۱ ہے جو کہ جلد نمبر ۳ پر درج ہے۔ بیعت کے وقت سالم عبداللہ صاحب کی عمر تین ماہ کم چالیس سال تھی اور انہیں تھوڑی فارسی اور عربی زبان بھی آتی تھی۔

۱۰۔صوفی عبدالرحیم سیفی کا تعلق امریکہ کی ریاست مینی زوتا کے شہر مینی افلیس سے ہے

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین میں سے عبدالرحیم صاحب بھی ہیں، جن کا تعلق ملکِ امریکہ (America) کی ریاست مینی زوتا (Minnesota) کے شہر مینی افلیس (minne Apolis) سے ہے۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے لطائف واذکار میں عامل ہیں۔ اس کتاب کی تحریر کے وقت وہ مرتبۂ خلافت تک نہیں پہنچے تھے۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت انہیں اس بلند مرتبہ تک پہنچائے۔ آمین

عبدالرحیم کا سابق نام کیس (Keith) اور اُن کے والد کا نام اِندی (Andy) تھا۔

۱۱۔صوفی محمد یوسف سیفی کا تعلق کینیڈا کی ریاست انتاریو کے شہر وینت ورت کی بستی ہمکتن سے ہے

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے بیرونِ ممالک کے خلفاء میں سے محمد یوسف صاحب ہیں جن کا تعلق یورپ کے ایک ملک کینیڈا (Canada) کی ریاست انتاریو (AntaerYou) کے شہر وینت ورت (Wirntworth) کی بستی ہمکتن سے ہے ان کے سابق نام سے واقفیت نہیں ہو سکی۔ البتہ ان کے والد کا نام ولیم (Wiliam) ہے۔ یہ ایک کمپنی میں ملازم تھے اور کمپنی پشاور میں کام کر رہی تھی۔

محمد یوسف تصوف سے بہت زیادہ دلچسپی رکھتے تھے اس لیے کہ انہوں نے مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ کی مثنوی شریف کو پڑھا تھا جو کہ انگریزی میں ترجمہ شدہ تھی۔ یہاں تک انہوں نے اپنے بیٹے کا نام بھی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اعتقاد کی وجہ سے جلال الدین رکھا تھا اور امام ابو حامد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی انگریزی میں ترجمہ شدہ کتاب احیاء العلوم کا بھی مطالعہ کیا۔ ان دونوں کتابوں کا شمار صوفیاءِ کرام کی عمدہ ترین کتابوں میں ہوتا ہے اس کے بعد محمد یوسف مرشد کامل مکمل کی جستجو میں لگ گئے۔ یہاں تک کہ قدوۃ الاولیاء امام الاصفیاء حضرت اخوندزادہ مبارک سیف الرحمٰن قدس سرہٗ المنان کی شہرت سنی۔ تو شوق و ذوق اور محبت کے ساتھ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوئے اور بیعت ہو گئے اور کثیر عرصہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت سے مستفیض ہوتے رہے۔ حتیٰ کہ مرتبۂ خلافت تک پہنچے اور حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے طریقہ

نقشبندیہ میں خلیفہ ہوئے ان کا سند خلافت کا نمبر ۱۳۴۵ جو کہ جلد نمبر ۲ میں درج ہے۔
اور اسی دوران شرائع اسلامیہ کے عالم بن گئے اور سنتِ نبویہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عامل بن گئے اسی دوران کچھ عرصہ اطرافِ پشاور میں رہے اور کچھ عرصہ لاہور میں رہے اور پھر اپنے وطن کینیڈا واپس چلے گئے۔

کچھ عرصہ بعد اپنے بیٹے جلال الدین اور اپنی بیٹی کے ساتھ ہجرت کر کے پاکستان آ گئے اس لیے کہ ان کی بیوی اسلام سے مرتد ہو گئی تھی۔ انہوں نے اپنی بیٹی کی شادی حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خلیفہ سے جن کو اہلِ سیادت کے ساتھ کمال محبت کی وجہ سے سید نائب کہا جاتا تھا کر دی اور پھر اپنے بیٹے جلال الدین کے ساتھ حرمین شریفین کی زیارت کے لیے چلے گئے اور وہیں مقیم ہو گئے۔

۱۲-صوفی جلال الدین سیفی امینی کا تعلق مملکت مالیزیا کے دارالحکومت کولالامپور کے شہر سلاغور سے ہے

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے بیرون ممالک کے خلفاء میں سے جلال الدین (امینی) ہیں جن کا تعلق مملکت مالیزیا کے دارالحکومت کولالامپور (Colalampoor) کے شہر سلاغور (Cilaghoor) سے ہے۔ ان کے والد کا نام احمد اور دادا کا نام یوسف (کاظم) ہے۔ جلال الدین (امینی) کے آباءواجداد مسلمان تھے اور وہ جامعہ اسلامیہ پشاور میں متعلم تھا۔ اسی دوران حضرت اخوندزادہ مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت سنی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت ہو گئے اور آدابِ رعایت کو ملحوظ رکھتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت سے دائمی طور پر فیض حاصل کرتے رہے یہاں تک کہ لطیفہِ قالبی پر پہنچے اور طریقۂ نقشبندیہ میں مأذون ہو گئے۔

۱۳-صوفی رُسلی سیفی کا تعلق مالیزیا کی ریاست جہور کے شہر سگامت سے ہے

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے بیرونِ ممالک کے مریدین میں سے ایک رُسلی ولد حسن ہیں ان کا تعلق مالیزیا (Malisy) کی ولایت جہور کے شہر سگامت (Sigamat) سے ہے۔ یہ مرتبۂ خلافت تک نہیں پہنچے۔ رُسلی، جلال الدین (امینی) کے ہمراہ جامعہ پشاور میں متعلم تھے اور ان کے ساتھ ہی حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ

کے خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت ہو گئے اور لطیفۂ اخفی تک پہنچے اور اسی میں عامل ہیں۔

۱۴۔ صوفی حکمت اللہ سنگاپوری سیفی ہیں ان کا تعلق سنگاپور سے ہے

اسی طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک اور مرید حکمت اللہ سنگاپوری ہیں یہ بھی جامعہ اسلامیہ پشاور میں تھے پس حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوئے اور طریقۂ نقشبندیہ میں بیعت ہو گئے۔ اور مرتبۂ خلافت تک نہیں پہنچ سکے۔

امام الأولیاء، قدوۃ الاصفیاء

حضرت اخوندزادہ مبارک سیف الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ

کے ہندوستان (یعنی انڈیا) میں خلفاءِ کرام

۱۔صوفی محمد نورالاسلام سیفی ولد مکن لال بھاری ہیں

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے ہندوستان کے خلفاءِ کرام میں سے صوفی محمد نورالاسلام ولد مکّن لال بھاری ہیں۔انہوں نے ظالم ہندوؤں کے ظلم سے تنگ آ کر ہندوستان سے پاکستان ہجرت کی اور لاہور کے قرب میں واقع شہر شیخوپورہ میں سکونت اختیار کر لی۔ان کے قریب راوی ریان میں حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاءِ کرام میں سے ایک خلیفہ میاں محمد احمد السیفی (اطال اللہ حیاتہ) موجود تھے۔نورالاسلام صاحب میاں محمد احمد السیفی صاحب کی صحبت میں حاضر ہوئے۔اوران سے متاثر ہو کر ان کی بیعت ہو گئے۔حتیٰ کہ طریقۂ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے رجب المرجب کے اوائل میں ۱۴۱۱ھ میں مرتبۂ خلافت کو پہنچے۔ان کا سند ارشاد نمبر ۳۴۶۹ ہے جو کہ جلد نمبر ۳ غیر مطبوعہ میں درج ہے۔

۲۔صوفی چوہدری اشتیاق احمد سیفی ولد فقیر چند مالوترا

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے ہندوستان کے خلفاء کرام میں سے چوہدری اشتیاق احمد ولد فقیر چند مالوترا ہیں ان کا تعلق ہندوستان کے دارالحکومت دہلی کے ایک کنارے ''چودھ پار کریا'' کے علاقے اجمل خان چوک قرول باغ سے ہے۔

چوہدری اشتیاق احمد بھی ہندوستان سے ہجرت کر کے پاکستان آئے تھے۔ اور گوجرانوالہ کے قریب شہر کامونکی میں علاقہ غلہ منڈی اختر بتی میں رہائش پذیر ہو گئے۔

چوہدری اشتیاق صاحب تصوف اور معرفت کو دوست رکھنے والے تھے۔ اہل تصوف ہستیوں کی جستجو میں رہتے تھے اس وقت حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی معرفت و تصوف میں بلند و بالا مقام کی شہرت سنی تو حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی اور رعایت آداب کے ساتھ صحبت میں حاضری دیتے رہے۔ اسباقِ طریقت میں مواظبت اختیار کی۔ یہاں تک کہ حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے ۱۴۰۷ہجری نبوی میں طریقہ نقشبندیہ میں خلیفہ ہوئے ان کا سند ارشاد نمبر ۱۱۶۵ ہے جو کہ جلد نمبر ۳ غیر مطبوعہ میں درج ہے۔

امام الأ ولیاء، سید الاصفیاء، سرتاج الاتقیاء

حضرت اخوندزادہ مبارک سیف الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ

کے ملک ایران میں خلفاءِ کرام

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے ملک ایران کے خلفاءِ کرام میں سے

(۱) مُلّا عبدالغفور بہمنی ولد عبدالکریم بہمن ہیں جن کا تعلق ایران کی

ولایت خراسان کے شہر بجنورد سے ہے، جو کہ سید جمال الدین اسد آبادی سڑک پر واقع ہے۔ ملا عبدالغفور جرجان کے علاقے میں کسی دینی مدرسہ میں زیرِتعلیم تھے۔ جرجان صحراءِ ترکمن کے کنارے واقع ہے۔ ان کی طبیعت ابتداء ہی سے صوفیاءِ کرام سے سلوک سیکھنے اور مشائخ صوفیاء سے بیعت کرنے کی طرف مائل تھی۔ اس وقت انہوں نے حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی معارف الٰہی میں عُلوِ شان کی شہرت سنی تو حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ الحاج مولوی عبدالحمید ہراتی صاحب کے پاس حاضر ہوئے۔ مولوی عبدالحمید ہراتی صاحب افغان مہاجرین سے تھے اور مولانا ابوبکر تایبادی کے مدرسہ میں جو کہ تایباد میں واقع ہے فرائض تدریس سرانجام دے رہے تھے۔

ملا عبدالغفور صاحب نے الحاج مولوی عبدالحمید ہراتی صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی اور ان کی صحبت اور درس سے کچھ عرصہ استفاضہ کرتے رہے۔ لیکن اسی دوران اُن کی تشنگی کو تسکین حاصل نہ ہوئی اور حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ملاقات کرنے کا شوق بہت بڑھ گیا۔ بالآخر وہ پاکستان آئے اور ذوق وشوق کے ساتھ حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات سے مشرف ہوئے اور حضرت مبارک پیر اَرچی رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ سیفیہ میں دو سال تک مقیم رہے اور صبح وشام آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت کو اختیار کیے رکھا۔ حتیٰ کہ طریقہ نقشبندیہ، چشتیہ، قادریہ، سہروردیہ میں خلافت سے مشرف ہوئے۔

ان کا طریقہ نقشبندیہ کا سند ارشاد نمبر ۲۰۶۳ ہے اور طریقہ چشتیہ کا سند ارشاد نمبر ۲۶۱۹ ہے اور طریقہ قادریہ کا سند ارشاد نمبر ۲۶۸۲ ہے اور سہروردیہ کا سند ارشاد نمبر ۲۶۸۳ ہے جو کہ جلد نمبر ۳ غیر مطبوعہ میں درج ہے۔

ملا عبدالغفور صاحب، استعدادِ سالم رکھنے والے تھے۔ اور سنتِ نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عامل تھے اس کے بعد وہ اپنے وطن ایران شریعت وطریقت کی خدمت کے لیے واپس چلے گئے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس عظیم مقصد میں کامیابی عطا فرمائے جس کا انہوں نے ارادہ کر رکھا تھا۔ آمین!

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے ملکِ ایران کے خلفاء کرام میں سے (۲) مولوی عبدالحکیم ولد حاجی ساری ہیں ان کا تعلق ملکِ ایران کی ولایت مشہد کے شہر بجنورد کے قریہ ''کرکولی'' سے ہے۔ مولوی عبدالحکیم صاحب مولانا ابوبکر تایبادی کے مدرسہ میں طالب علم تھے۔ اسی دوران حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ

مولوی عبدالحمید ہراتی صاحب کے ساتھ اُن کی نشست ہوئی تو مولوی عبدالحمید ہراتی صاحب نے انہیں راہِ طریقت اختیار کرنے اور بیعت کرنے کی طرف ترغیب دلائی تو مولوی عبدالحکیم صاحب، مولوی عبدالحمید صاحب ہراتی کی صحبت سے متاثر ہو کر ان کی بیعت ہو گئے اور طویل عرصہ اُن کی صحبت میں رہے اور تعلیم بھی حاصل کرتے رہے۔

حتیٰ کہ مولوی عبدالحکیم صاحب پر حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کی چاہت غالب آئی تو وہ پاکستان آئے اور ذوق وشوق اور محبت سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات و دیدار سے مشرف ہوئے۔ یہ اوائل محرم الحرام ۱۴۱۱ھ ہجری نبوی کی بات ہے۔ انہوں نے حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کچھ عرصہ اقامت اختیار کی اور طریقہ نقشبندیہ، چشتیہ، قادریہ اور سہروردیہ میں حضرت مبارک پیرارچی رحمۃ اللہ علیہ سے سندِ ارشاد حاصل کی۔ ان کا طریقہ نقشبندیہ کا سندِ ارشاد نمبر ۳۱۴۳ ہے اور طریقہ چشتیہ کا سندِ ارشاد نمبر ۲۷۳۰ ہے، اور طریقہ قادریہ کا سند ارشاد نمبر ۳۱۰۳ ہے اور طریقہ سہروردیہ کا سند ارشاد نمبر ۳۱۴۸ ہے۔ اس کے بعد مولوی عبدالحکیم صاحب اپنے وطن شریعت و طریقت کی خدمت کے لیے واپس چلے گئے۔ اللہ تعالیٰ اپنے احسان وکرم کے ساتھ انہیں تقویت عطا فرمائے۔ (آمین!)

حضرت مبارک پیرارچی وخراسانی رحمۃ اللہ علیہ کے ملکِ ایران کے خلفاءِ کرام میں سے

(۳) مُلاّ عبدالجلیل ولد بردی محمد آخوند ہیں ان کا تعلق ملک ایران کی ولایت گرگان مازندران اور شہر آق قلعہ اور بستی طعنہ سے ہے۔

ملا عبدالجلیل اپنے والد بردی محمد آخوند سے فنون وغیرہ کے اسباق پڑھتے

تھے کہ ان کا دل مولوی عبدالحمید ہراتی صاحب جو کہ حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں، کی صحبت کی طرف مائل ہوا تو اُن کے پاس تایباد پہنچے اُن سے بیعت کی اور حصولِ تعلیم وحصولِ فیض کے لیے اُن کے پاس اقامت اختیار کرلی۔ کچھ عرصہ گذارنے کے بعد حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے دیدار کا ارادہ کیا۔ اسی دوران ملا عبدالغفور بہمنی بجنوردی صاحب نے بھی حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے شرفِ ملاقات کا ارادہ کیا اور سفر میں دونوں شریک ہو گئے اور پاکستان پہنچے اور حضرت اِمام الاولیاء، سید الاصفیاء، قطبِ زمان، مجددِ دوران، حضرت اخوندزادہ مبارک سیف الرحمٰن قدس سرہٗ المنان کے دیدار سے مشرف ہوئے ملا عبدالجلیل صاحب نے حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ سیفیہ میں ایک سال اور چند ماہ اقامت اختیار کیے رکھی اور پھر اپنے وطن ایران واپس چلے گئے۔ لیکن اپنے وطن میں بھی انہیں سکون وقرار نہ آیا اور حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی یاد نے انہیں دوبارہ پاکستان آنے پر مجبور کیا حتیٰ کہ دوبارہ پاکستان آئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات سے مشرف ہوئے اور کچھ عرصہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس اقامت پذیر رہے یہاں تک کہ حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں طریقہ نقشبندیہ، چشتیہ اور قادریہ میں خلافت عطا فرمائی۔

انہیں ۱۴۱۱ھ میں طریقہ نقشبندیہ میں جو سندارشاد عطا کی گئی اس کا نمبر ۳۴۰۰ ہے اور ۱۴۱۱ھ میں طریقہ چشتیہ وقادریہ میں جو ارشاد خط عطا کی گئی اس کا سندِ ارشاد نمبر ۴۰۸۵ ہے۔ جو کہ کتاب الخلفاء کی جلد نمبر ۳ میں غیر مطبوعہ میں درج ہے۔

مصنف کہتے ہیں کہ اس بات پر میں آگاہ نہیں ہوا کہ انہیں طریقہ سہروردیہ میں سندارشاد سے نوازا گیا ہے یا نہیں۔

اس کے بعد ملا عبدالجلیل خدمت دین کے لیے اپنے وطن واپس چلے گئے۔ اللہ تعالیٰ انہیں خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی دوستی کا شرف عطا فرمائے اور اُن سے راضی ہو۔ آمین!

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے ملک ایران کے خلفاء کرام میں سے (۴) آخند نور محمد ولد خدا ایُر دی ہیں ان کا تعلق ملک ایران کی ولایت جُرجان مازندران منطقہ ترکمن صحراء شہر آق قلعہ اور بستی طعنہ سے ہے۔

اخند نور محمد صاحب اپنے علاقہ کے مدارس میں سے ایک مدرسہ میں تدریس کی مصروفیت سے وابستہ تھے کہ حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی معرفتِ الٰہی میں بلند مقام کی شہرت آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کسی خلیفہ سے سنی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات وصحبت کے مشتاق ہو گئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مولوی عبدالحمید ہراتی صاحب کے پاس تایباد آئے اور ان کی بیعت ہو گئے اور پھر حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ملاقات کے لیے پاکستان آئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات سے مشرف ہوئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ سیفیہ میں کچھ مدت رہے۔ حتیٰ کہ مرتبۂ خلافت کو پہنچے اور طریقہ نقشبندیہ میں خلیفہ ہوئے اور اپنے وطن ایران واپس چلے گئے اور پھر معرفتِ الٰہی کی پیاس نے انہیں مجبور کیا تو دوسری مرتبہ پاکستان آئے اور حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کچھ عرصہ مقیم رہے اور خلیفۂ مطلق در طریقہ نقشبندیہ، چشتیہ، قادریہ وسہروردیہ کے مرتبہ پر فائز ہوئے ان کا سند ارشاد نمبر ۳۸۵۹ کے ساتھ درج ہے جو کہ غیر مطبوعہ جلد نمبر ۳ میں درج ہے۔

اس کے بعد ونشرِ معرفتِ الٰہی وخدمتِ طریقت کے لیے اپنے وطن واپس

چلے گئے۔ حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاءِ کرام در ایران میں سے۔

۵۔ مُعلم محمد ولد صغر ہیں ان کا تعلق ملک ایران کی ولایت جرجان مازندران کے شہر آق قلعہ کی بستی صحنہ سے ہے۔

معلم محمد ایران کے کسی مکتب میں معلم تھے اور صاحب دیانت اور نیک انسان تھے ان کی ملاقات آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کسی خلیفہ سے ہوئی ان کا دل بیعت کی طرف مائل ہوا۔ پس وہ مولوی عبدالحمید ہراتی صاحب کے پاس آئے اور طریقہ نقشبندیہ میں بیعت ہو گئے کچھ عرصہ گذرا تھا کہ معلم محمد صاحب حضرت امام خراسان، مجددِ دوران رحمۃ اللہ علیہ کے دیدار کا اشتیاق پیدا ہوا اور انہوں نے ارادہ کیا تو سفر کے معاملات میں اخوند نور محمد صاحب نے ان کی مدد کی پس وہ پاکستان پہنچے اور شوق و ذوق سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دیدار سے مشرف ہوئے اور کچھ عرصہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس مقیم رہے۔ یہاں تک طریقۂ نقشبندیہ میں خلیفہ ہوئے اور پھر خدمت طریقت و شریعت کے لیے وطن واپس چلے گئے۔

ان کا سند ارشاد نمبر ۳۰۷ ہے جو کہ جلد نمبر ۳ میں درج ہے۔

ان کے علاوہ حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے ایران میں خلفاءِ کرام میں سے (۶) حاجی نور آخند ولد طالی (۷) حاجی گلدی ولد حاجی قلی (۸) محمد قاری آخند ولد دیوان صوفی (۹) قاری ملا عُسر ولد صدیق (۱۰) شیخی آخند ولد قربان دوردی (۱۱) ملا عبدالرشید ولد ملا انا محمد (۱۲) ملا حاجی جورہ ولد حاجی قلی (۱۳) قاری عبداللہ ولد امان دوردی (۱۴) مولوی بردی محمد ولد قورت (۱۵) مُلا صغر محمد ولد آق اویلی حاجی (۱۶) ملا

یوسف ولد آق اویلی حاجی (۱۷) صوفی محمد ولد اِترک حاجی۔

ان تمام کا تعلق ملک ایران کی ولایت (استان) مازندان علاقہ تُرکمن صحراء شہر گنبد کاوَس سے ہے۔ اور بعض کا تعلق شہر بندر تُرکمن کے مختلف علاقوں سے ہے۔ یہ تمام مولوی عبدالحمید ہراتی صاحب کے واسطہ سے مرتبۂ خلافت کو پہنچے۔ یہ تمام ہستیاں حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے طریقۂ نقشبندیہ میں ستائیس جمادی الاولیٰ ۱۴۱۱ ہجری نبوی کو خلافت سے نوازے گئے۔

مگر ملا عبدالرشید، مولوی بردی محمد، ملا صغر، ملا یوسف اور صوفی محمد آخند کو گیارہ ذوالحج ۱۴۱۱ھ کو سند ارشاد سے نوازا گیا۔

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے ایران کے چند دیگر خلفاءِ کرام جن میں (۱۸) ملا امان ولد عاشور قلی (۱۹) ملا عبدالستار ولد طواق قیلیچ (۲۰) ملا محمد امین ولد حاجی خالد (۲۱) ملا بہمن ولد ملا گلدی (۲۲) ملا شمس الدین ولد عبدالرحمٰن (۲۳) ملا بہمن ولد کاکا۔ ان سب کا تعلق ملک ایران کے ترکمن صحراء کے علاقوں سے ہے جو کہ استان مازندراں میں ہیں اور شہر آق قلعہ سے ہے اور ان میں سے بعض کا تعلق ہندو ترکمن کے مختلف علاقوں سے ہے۔ تحقیق یہ سب مذکورہ بالا ہستیاں مولوی نور محمد طعنہ صاحب کے وسیلہ سے طریقہ نقشبندیہ میں حضرت قطب دوراں مجدد زمان حضرت اخوندزادہ سیف الرحمٰن قدس سرہٗ المنان کی طرف سے مرتبۂ خلافت سے مشرف ہوئے مگر ملا امان محمد ولد عاشور قلی و ملا عبدالستار ولد طواق قیلیچ ان دونوں کو حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے سترہ (۱۷) شوال المکرّم ۱۴۱۱ھ کو طریقۂ عالیہ چشتیہ میں بھی اجازت عطا فرمائی گئی۔

حضرت مجدد دوران علیہ الرحمۃ الرحمٰن کے ملک ایران کے خلفاءِ کرام میں سے (۲۴) ملا جمشید ولد قیاس اِن کا تعلق ایران کی ولایت استان مازندران کے علاقہ ترکمن صحراء کے شہر بندر ترکمن کے محلہ شاہ پسند سے ہے۔ پس یہ مولوی عبدالغفور صاحب کے واسطہ سے مرتبۂ خلافت تک پہنچے۔ انہیں حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے سات جمادی الاوّل ۱۴۱۲ھ کو خلافت سے نوازا گیا۔

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے ایران کے خلفاء کرام میں (۲۵) محمد نواز آخند (۲۶) عبدالجلیل آخند (۲۷) عید محمد آخند (۲۸) محمد نیازی (۲۹) عبدالرحیم مختومی (۳۰) آخند محمد قور چای (۳۱) ملا رامین ولد محمد علی (۳۲) عبدالحکیم ولد رجب (۳۳) ملا الیاس (۳۴) ملا راز محمد ولد ملا قلے (۳۵) محمود ولد نظر۔

ان تمامی کا تعلق ایران کی ولایت استان مازندران کے شہر گنبد کاؤس میں سے کچھ کا تعلق محلہ قور چای سے ہے اور کچھ کا تعلق بستی قلندر آباد سے ہے اور بعض کا تعلق محلہ سارلی مختوم سے ہے۔

یہ تمام لوگ ''ملا رحمٰن نظر'' کے وسیلہ سے طریقۂ نقشبندیہ میں مرتبۂ خلافت سے ہمکنار ہوئے۔ اور مصنف مدظلہ لکھتے ہیں کہ ملا رحمٰن نظر صاحب میرے والد بزرگوار قدس سرہٗ کے وسیلہ سے حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں۔

ان تمام خلفاءِ کرام کا سند ارشاد نمبر غیر مطبوعہ مخطوعہ کی جلد اول میں محفوظ ہے لیکن اختصار کی وجہ سے چند مشہور خلفاء کرام کا سند ارشاد نمبر ذکر کیا گیا اور دیگر کا سند ارشاد نمبر ذکر نہیں کیا گیا۔

(۳۶) ملا رحمٰن نظر صاحب کا تعلق افغانستان کی ولایت

جوزجان کے شہر آقچہ کی بستی جنگل آرق سے ہے۔ انہوں نے طریقۂ نقشبندیہ اور چشتیہ میں حضرت مبارک قدس سرہٗ المنان سے سند ارشادِ خلافت میرے والد بزرگوار قدس سرہٗ کے واسطہ سے حاصل کی۔

طریقۂ نقشبندیہ میں ان کا سند ارشاد نمبر ۱۵۸۶ ہے جو کہ جلد نمبر۲ میں درج ہے اور طریقۂ چشتیہ میں سند ارشادِ خلافت نمبر ۲۱۳۹ ہے اور جلد نمبر۲ ہے۔

ملا رحمٰن نظر صاحب چند سال میرے والد بزرگوار کے پاس مقیم رہے اسی دوران اسباق، مراقبات واذکارِ طریقت میں اپنے آپ کو منفرد کیا اور وظائف طریقت کی ادائیگی میں انتہائی کوشش کرتے رہے۔ حتیٰ کہ ۱۴۱۰ھ ہجری نبوی میں طریقت و معرفت الٰہی کی نشر و خدمت کے لیے ایران چلے گئے۔ اور وہاں جاکر شہر گنبد کاؤس کے علاقہ تُرکمن صحراء میں اقامت پذیر ہوئے اور خدمت طریقت میں مشغول ہو گئے۔ بہت سے لوگ آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوگئے حتیٰ کہ ان میں سے بعض کو آپ نے مرتبہ خلافت تک پہنچایا۔ مصنف لکھتے ہیں کہ اس وقت جب میں ان کا ذکر اپنی تصنیف میں کر رہا ہوں تو وہ اُن علاقوں میں مرجع عوام خواص ہیں اللہ تعالیٰ اپنے لطفِ خفی سے انہیں تقویت عطا فرمائے۔ آمین!

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے ایران کے جن خلفاءِ کرام کا ذکر کیا گیا ہے یہ تمامی ترکمن اقوام سے اور اہلسنت و جماعت سے ہیں۔ اللہ رب العزت اس علاقہ میں ان کی تعداد میں اضافہ فرمائے۔

مصنف مدظلہ لکھتے ہیں کہ جب ایران کے خلفاءِ کرام کے بیان کے اختتام پر والد بزرگوار کا ذکر کیا ہے تو مجھ پر واجب ہے کہ ان کے کچھ احوال بھی ذکر کروں۔ حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے پاکستان اور افغانستان کے خلفاءِ کرام بے شمار ہیں اس لیے طوالت سے بچنے کے لیے چند ایک کا ذکر کیا ہے۔

مصنف مدظلہ کے والد گرامی کے حالاتِ زندگی

والد ماجد قدس سرہٗ کا ذکر اس لیے کر رہا ہوں کہ ان کا مجھ پر حق ہے کہ وہ میرے والد ہونے کے ساتھ ساتھ میرے مُرَبی روح وجسم بھی ہیں ان کی شکرگذاری میرا فرض اولین ہے اور اللہ تعالیٰ نے بھی قرآنِ پاک میں حکم دیا کہ

اِنْ شْکُرْلِیْ وَلِوَالِدَیْکَ۔

ترجمہ: ''میرا شکر ادا کر، اور اپنے والدین کا شکر ادا کر۔''

اب اللہ تعالیٰ کی توفیق وعنایت سے میں ان کے حالاتِ زندگی درج کرتا ہوں۔

میرے والد ماجد کا اسمِ گرامی مولوی محمد جمعہ ہے۔ بعض علاقوں میں مولوی طبیب کے نام سے اور بعض علاقوں میں مولوی ترکمن کے نام سے مشہور ہیں ان کی ولادت ۱۳۳۵ھ ہجری نبوی میں اندخوی کی بستیوں میں سے ایک بستی قرغان میں ہوئی۔ یہ بستی ولایت فاریاب سے ملی ہوئی ہے۔

ان کے والد بخارا شریف کے مہاجرین میں سے تھے۔ ہجرت کے چند سال بعد انہوں نے شادی کی تو اللہ رب العزت نے انہیں یہ بیٹا عطا فرمایا۔

ان کی والدہ عبادت گذار عورتوں میں سے تھیں اور وہ بھی بخارا سے ہجرت کر کے آئیں تھیں۔

علم دوست شخصیت کی مالک تھیں۔ انہوں نے بہت چھوٹی عمر میں انہیں

(مولوی طبیب صاحب کو) اپنی بستی میں مدرسہ تعلیم القرآن میں ابتدائی تعلیم دلوائی۔ پھر انہیں کسی فنونی مدرسہ میں داخل ہونے کی ترغیب دی۔ کسی قسم کی مالی پریشانی نہ آنے دی۔ اور وہ مدرسہ میں داخل ہو گئے اور فنِ صرف ،نحو اور فقہ کی متداولہ کتب کے پڑھنے میں مشغول ہو گئے یہاں تک کہ ان کی شادی ہو گئی۔

شادی کے کچھ عرصہ بعد انہیں عسکری خدمت پر بھیجا گیا۔ دو سال تک انہوں نے یہ خدمت دیانتداری سے انجام دی۔ اور جب اپنے اہلِ خانہ میں امن وامان سے واپس آئے تو اُن کے والدین کا اس دنیائے فانی سے انتقال ہو چکا تھا۔ (اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے) اس کے بعد وہ کسب معاش میں مشغول ہو گئے اسی دوران علم کی تشنگی انہیں بے قرار کیے رکھتی تھی۔ یہاں تک کہ انہوں نے کسب وغیرہ کو خیر باد کہہ کر علم کی پیاس بجھانے کا ارادہ کیا اور افغانستان کے مختلف مدارس سے حصولِ علم کے لیے سفر کیا۔

تحصیلِ علم کے زمانے میں بہت ساری کتب فنون کی تدریس بھی کرتے رہے۔ اسی دوران طلباء اور بہت سے مدرسین کی نظر میں مقبول ہو گئے۔

صاحب استدلالِ قوی تھے۔ علم وفن میں سے فلسفہ، فقہ، اصولِ فقہ عقائد اور تفسیر پڑھے اور طب وحکمت میں ماہر ہو گئے۔ اپنے زمانے میں طب وحکمت میں ممتاز اور مشہور تھے۔ اور پھر بہت سی کتب تصوف کا مطالعہ کیا حتیٰ کہ انہیں مشائخ صوفیاء کرام سے بیعت کا شوق پیدا ہوا تو مولوی محمد مقیم شاہ صاحب جو کہ بلخ کے اکابر مشائخ میں سے ہیں، سے سلسلۂ نقشبندیہ میں بیعت کی۔

اور انکے مریدین میں سے سب سے ممتاز ہو گئے۔

اسی دوران دہری روسیوں نے افغانستان پر حملہ کر دیا اور غالب آ گئے۔

''ترہ کی'' کی مدد کے ساتھ جو کہ حزبِ خلق کے سربراہان ہیں۔فتنہ وفساد کا بازار گرم ہو گیا۔روسیوں نے علماءِ کرام اور مشائخ عظام اور عوام میں سے جو نیک لوگ تھے انہیں قید کرنا شروع کر دیا اور ان میں سے کثیر لوگوں کو قتل بھی کیا گیا۔

ان فتنوں سے بچنے کے لیے آپ نے پاکستان کی طرف اس وقت راہِ ہجرت اختیار کی جب جزبِ خلق کے لوگ آپ کو گرفتار کرنے کا ارادہ کر چکے تھے۔

حتیٰ کہ سخت تکالیف اٹھانے کے بعد آپ نے ان سے نجات پائی۔اور قندھار کے راستے سے پاکستان میں داخل ہوئے اس وقت ۱۳۹۸ ہجری نبوی تھا۔ اپنے مرشد گرامی مولوی محمد مقیم شاہ صاحب سے ملاقات کی اور ان کے پاس پناہ لی۔ اس سے پہلے بھی پاکستان میں مولوی مقیم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ رہ چکے تھے۔

کچھ عرصہ بعد مولوی مقیم شاہ صاحبؒ نے جہاد پر جانے کا ارادہ کیا۔مولوی ترکمن صاحبؒ بھی ان کے ساتھ تیار ہو گئے۔حتیٰ کہ افغانستان کی شرقی ولایات میں سے ''کُنَر'' پہنچے۔

تبرکلوز یعنی سِل کی بیماری کی وجہ سے مولوی ترکمن صاحبؒ پہاڑ عبور کرنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔اس وجہ سے اپنے مرشد گرامی کی اجازت سے عارفِ باللہ، فنا فی اللہ، بقا باللہ حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن قدس سرہٗ المنان کی خانقاہ شریف نوشہرہ میں یقین وقربِ الٰہی کے مراتب کی تکمیل کے لیے حاضر ہوئے۔اس سے پہلے بھی مولوی ترکمن صاحب نے حضرت شیخ الشیوخ اخندزادہ مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے مولوی مقیم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ملاقات کر چکے تھے۔

اور یقین محکم سے یہ بات جان چکے تھے کہ حضرت قیومِ زمان مبارک رحمۃ اللہ علیہ

کی مثل صاحبِ کمالاتِ کثیرہ و عالی رُتبہ ہستی عصر حاضر میں کہیں بھی نظر نہیں آتی۔

اس لیے اپنی تربیت حضرت اخندزادہ مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کر دی۔ اور حضرت مجددِ دوران خواجہ سیف الرحمٰن قدس سرہٗ المنان سے وہ انوار و فیضان حاصل ہوئے جن کا کسی غیر سے تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

ایک سال سے زیادہ حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت سے نوشہرہ میں فیضیاب ہوتے رہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے طریقۂ نقشبندیہ میں اجازۂ مقیدہ حاصل کی۔

پھر نوشہرہ سے حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہجرت کر کے منڈی کس کھجوری باڑہ پشاور آ گئے یہاں بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت کو دوام کے ساتھ اختیار کیے رکھا۔

یہاں حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں مدرسہ سیفیہ قائم کیا تا کہ خدمت دینِ متین اور تربیت طلباء ہو سکے۔ خلوصِ نیت اور محنت کے ساتھ مدرسہ کے انتظامات چلاتے رہے اور حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی رضا حاصل کرتے رہے۔ حتیٰ کہ حضرت قیوم زماں مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے خلیفۂ مطلق در طریقۂ نقشبندیہ، چشتیہ، قادریہ و سہروردیہ ہوئے۔

مدرسہ سیفیہ کی نو سال تک خدمت کرتے رہے یعنی ۱۴۰۲ ہجری نبوی سے لے کر ۱۴۱۱ھ نبوی تک۔ یہ کارِ خیر یعنی مدرسہ سیفیہ جب تک علم کے نور کو پھیلاتا رہے گا۔ اس کا ثواب انہیں ملتا رہے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ

مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهٗ اَجْرُهَا وَ اَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْءٌ۔ (رواہ مسلم، مشکوۃ)

ترجمہ: ''جس شخص نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ رائج کیا تو اس کے

لیے اجر ہوگا اور اس پر عمل کرنے والے کے لیے بھی اجر ہوگا اور
عامل کے اجر میں کسی قسم کی کمی نہیں کی جائے گی۔"

اس کے علاوہ مولوی ترکمن صاحب حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی اجازت سے مریضوں کو دَم کرنے کی خدمت سرانجام دیا کرتے۔ اللہ رب العزت مریضوں کو دم کے وسیلہ سے شفاء عطا فرما دیتا تھا اور بہت سے ایسے مریض جن کے علاج سے اطباء عاجز آ گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو صحت عطا فرمائی۔ جیسا کہ پیٹھ کے مہرہ کا ٹیڑھا ہو جانا، فالج، تشنج، عرق النسآء اور ان کے علاوہ دیگر امراض ہیں۔

مصنف مدظلہ لکھتے ہیں مولوی ترکمن صاحب ان بیماریوں کے علاج میں ممتاز ہیں اور اس کتاب کی تصنیف تک یعنی ۱۴۱۲ھ نبوی تک اس خدمت پر ثابت قدم ہیں باوجود اس کے کہ انہوں نے مریدوں کی تربت کے لیے خانقاہ کا افتتاح علاقہ سکونت مہاجرین المعروف کیمپ خراسان پشاور میں کیا ہے۔

دن رات اسی کوشش میں صرف کرتے ہیں اس علاقہ کے اور اس کے علاوہ دیگر علاقوں کے لوگ بھی ان کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے ہیں۔

مولوی ترکمن صاحب اسرار و نکاتِ معرفتِ الٰہی پر بہت واقفیت رکھتے ہیں اور اسے بیان بھی کرتے ہیں تو سامعین ان کی گفتگو سے بہت تعجب کرتے ہیں۔

مصنف مدظلہ لکھتے ہیں کہ میرے والدِ گرامی اہلِ ادراک و فراست اور اہلِ کشف سے ہیں اور میں نے بارہا اس کا تجربہ بھی کیا ہے۔

حضرت والدی وامجدی قدس سرہٗ اولیاءِ متصرفین سے ہیں۔ ان کے تصرف کے اثر کا بعض امور میں اور خصوصاً افغانستان کے جہادی امور میں مشاہدہ کیا ہے۔

اس سے بڑھ کر انہیں قلوب پر تصرف حاصل ہے اور انہیں خواب میں کہا گیا کہ آپ کی وفات کے بعد بھی آپ کا تصرف منقطع نہیں ہوگا۔

اگر ان کے تصرف کے واقعات ذکر کروں تو بات اختصار کے دائرہ سے نکل جائے گا لہٰذا اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

بالجملہ میرے والدِ ماجد نے جو بھی کمالات حاصل کیے ہیں اور جو کچھ انہیں ملا ہے وہ حضرت اخوندزادہ سیف الرحمٰن قدس سرہٗ المنان کی صحبت ومعیت اور آپ ﷫ کی توجہ کا صدقہ ہے۔ میرے والد کا کمال حقیقتاً حضرت اخوندزادہ مبارک ﷫ کے کمال کی خیرات ہے۔

جب نعمت معرفتِ الٰہی کا ذکر ہو رہا ہے تو تحدیث نعمت کے طور پر فقیر (مصنف کتاب ہذا) اللہ کے بندوں میں سب سے زیادہ محتاج، اللہ تعالیٰ کی رسی کو تھامنے والا، دین کا خادم محمد یوسف معنوی، قرغانی، اندخوئی، فاریابی، حضرت قیومِ زمان، مجددِ دوراں، خواجہ سیف الرحمٰن قدس سرہٗ المنان کے خلفاء میں سے ہے۔ اور طریقۂ نقشبندیہ، چشتیہ، قادریہ اور سہروردیہ میں آپ ﷫ سے اجازتِ مطلقہ حاصل ہے اس کی سند ارشادِ خط فقیر کے پاس محفوظ ہے۔

اللہ تعالیٰ حمد ہے اس نعمت عظمیٰ پر۔

جو کچھ اس کتاب میں مذکور ہے اسے ہمیشہ باقی رکھے۔

اللہ تعالیٰ زیادہ جاننے والا ہے درستگی کے ساتھ۔

۱۴۱۲ھ ہجری نبوی کے اوائل میں اس کتاب کی تحریر کی ابتداء کی اور اسی سال کے اختتام پر یہ ذیشان تصنیف تکمیل کو پہنچی۔

کچھ مؤلف کے بارے میں

نحمدہٗ و نصلی و نسلم علٰی حبیبہ الکریم۔

امابعد!

اس کتاب درۃ البیان کے مؤلف کے مختصر حالاتِ زندگی درج کیے جاتے ہیں۔ اس کتاب درۃ البیان کے مؤلف کا نام مولوی محمد یوسف المعنوی القرغانی، الاندخوئی، الفاریابی ہے۔

والدِ گرامی کا نام حکیم الوقت، حاذق العصر، صاحب الطریقۃ مولوی محمد جمعہ قدس سرہٗ ہے۔ مولوی طبیب اور بعض علاقوں میں مولوی ترکمن کے نام سے مشہور ہیں۔

ان کی پیدائش ۱۳۸۷ھ بروز پیر بعد نماز ظہر ہوئی۔

مصنف مدظلہ کے آباء واجداد والدہ اور والد دونوں سے بخارا کے علاقہ لباب کے شہر کرکی سے ہے جو کہ ساحل جیحون (آمو دریا) پر واقع ہے جو کہ ترکمانستان میں داخل ہے۔

۱۳۰۳ھ میں روسی دہریوں کے غلبہ کے بعد انہوں نے اپنے ہمسایہ ملک افغانستان کی طرف ہجرت کی۔

آپ مدظلہ کو بچپن ہی سے پڑھنے کا بہت شوق تھا۔ اپنے محلّے کے امام کے

سے چند سورتیں یاد کیں اور مسائلِ ضروریہ کی تعلیم بھی حاصل کی۔

قرآن پاک کے تین پارے اور بعض عقائدِ ضروریہ اپنے والد ماجد سے پڑھے۔

آپ مدظلہ العالی ۱۳۹۲ھ میں جب پندرہ برس کے ہوئے تو قطغن کے علاقے میں جو قندوز کے مضافات میں ہے، علم دین حاصل کرنے کے لیے گئے۔ اس وقت آپ مدظلہٗ کے والد ماجد بھی روضۂ امام کے فاضل علماء کرام سے علم معانی، علوم میزان اور علومِ طب حاصل کر رہے تھے۔

اور مصنف مدظلہٗ اس وقت ابتدائی کتب مثلاً صرف، فقہ وغیرہ اپنے والد ماجد سے پڑھتے تھے۔

کچھ عرصہ بعد مصنف مدظلہٗ بعض احباب کے ساتھ اپنے وطن واپس آئے کیونکہ دور دراز کے علاقہ میں یہ ان کا پہلا سفر تھا۔

اور پھر دوسری مرتبہ آپ مدظلہٗ اپنے والد ماجد کے ساتھ ولایت جوزجان کی طرف حصولِ تعلیم کے لیے گئے اور مدرسہ قزل ایاق میں داخلہ لیا جو اس علاقے کے مدارس میں مشہور ہے۔

اس مدرسہ میں دو برس رہے اور علم صرف ونحو کی کتب پڑھیں۔ آپ مدظلہٗ کے والد ماجد نے اصولِ فقہ اور تفسیر کی تعلیم حاصل کی۔ اسی دوران والد ماجد تبرکلوز یعنی سِل کی بیماری میں مبتلا ہو گئے۔ اس لیے طب کی کتب کا مطالعہ کرتے اور ساتھ ساتھ جو مریض اُن کے پاس آتے ان کا علاج بھی کیا کرتے تھے حتیٰ کہ اس علاقے میں والد ماجد طب وحکمت میں مشہور ہو گئے۔

جس مریض کو دوا دیتے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اسے شفا مل جاتی، اُن کے پاس بڑی بڑی مرض مثلاً تشنج، طاعون، فالج، سرطان وغیرہ کا علاج موجود تھا۔ مصنف مدظلہ فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد جوز جان کے مضافات میں ایک شہر آقچہ ہے وہاں تشریف لائے اور طِب کے شعبہ میں مصروف ہو گئے۔

اس وقت مصنف مدظلہ دوبارہ اپنے وطن واپس لوٹ آئے اور اپنے علاقہ کے ایک مدرسہ بابا بارولی میں معروف قرآء سے تجوید کی تعلیم حاصل کرنا شروع کر دی۔ پھر مصنف مدظلہ کے علاقہ میں ان کے والد ماجد کی کوشش سے مدرسہ کا افتتاح ہوا تو آپ مدظلہ نے اس مدرسہ میں حصولِ تعلیم شروع کر دی۔ لیکن اس جگہ بھی آپ مدظلہ کی علمی پیاس نہ بجھی اور آپ مدظلہ نے اپنے کثیر ساتھیوں کے ساتھ کابل کی طرف سفر کیا اور کچھ عرصہ مدرسہ ترہ خیل کابل میں رہے لیکن اس جگہ فنون کا ذوق بہت کم تھا۔

اس لیے دوسری مرتبہ آپ مدظلہ قَطغَن کے علاقہ کی طرف آئے اور مولوی خواجہ مراد کے مدرسہ میں رہائش اختیار کی جو کہ آق تپہ مضافات ولایت قندوز میں واقع ہے۔ مولوی خواجہ کا شمار اُس علاقہ کے مشہور ترین علماء میں ہوتا ہے۔

اس مدرسہ میں آپ مدظلہ نو ماہ تک حصولِ علم میں مشغول رہے کہ والدِ گرامی نے اپنے پاس بلا لیا اور بعض کتب طب کی تعلیم دی۔ جن میں قانونچہ طب، میزان الطب، اور مفرح القلوب وغیرہ شامل ہیں اس کے ساتھ ساتھ دوا تیار کرنے کا طریقہ اور مرض کی تشخیص کے طریقے بھی سکھائے اور بعض ادویات کے خواص بھی بتائے۔ انہی ایام میں مصنف مدظلہ کی طریقت کی طرف رغبت ہوئی اور

صوفیاءِ کرام سے سلوک سیکھنے کا شوق پیدا ہوا، جب آپ مدظلہٗ کے ذہن میں یہ بات آئی تو آپ مدظلہ کی نظر مولوی مقیم شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت پر جا ٹھہری۔ جن کا شمار بلخ کے مشائخ میں اور اس علاقہ کے مشہور علماء میں ہوتا ہے۔ اس سے پہلے آپ مدظلہٗ کے والد ماجد مولوی مقیم شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے ہی بیعت تھے۔

آپ بھی اُن سے بیعت ہو گئے اور ان کے مدرسہ میں چند سال رہے۔ علومِ ظاہری و باطنی حاصل کیے۔ نحو، فقہ، اصولِ فقہ، عقائد کی کتب مکمل کیں۔

اسی دوران ''ترہ کی'' انقلاب کی وجہ سے حالات خراب ہو گئے۔ یہ ۲۷ اپریل ۱۹۷۸ء کی بات ہے۔ ان کے والد کسی اور علاقہ میں چلے گئے اور استاذ و مرشد کسی اور علاقہ میں۔

اس وقت بہت سے علماءِ عاملین اور مشائخِ کاملین کو بغیر کسی جرم و گناہ کے قتل کر دیا گیا۔ اسی افسوس کی وجہ سے مصنف مدظلہٗ نے افغانستان سے اپنے ہمسایہ ملک پاکستان کی طرف ہجرت فرمائی۔

۱۴۰۱ھ میں اپنے والد ماجد کی تلاش میں نکلے تو اُن کی ملاقات غوثِ دوراں، مجددِ زمان حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن قدس سرہٗ المنان سے، اُن کی خانقاہ شریف نوشہرہ میں ہوئی اور اپنے والد ماجد کے ساتھ حضرت مبارک قدس سرہٗ المنان کی صحبت نصیب ہوئی۔

والد ماجد ہجرت کے بعد ہی سے حضرت مبارک قدس سرہٗ المنان کی خانقاہ شریف میں تھے۔ مصنف مدظلہٗ بھی حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ شریف میں تین ماہ مقیم رہے۔ انہی ایام میں مصنف مدظلہٗ نے حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے حکم

سے اپنے والد ماجد سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت کی۔اس لیے کہ اُن کے والد ماجد حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے سلسلہ نقشبندیہ میں ماذون ہو گئے تھے۔

مصنف مدظلہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے مثنوی مولانا جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ کو تبرکاً پڑھنے کی اجازت لی۔

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی اجازت کی برکت سے میرے اندر شعر لکھنے کی صلاحیت پیدا ہوگئی اور میں نے ایک کتاب لکھ دی جس کا نام مثنوی شریف کی نسبت سے مثنوی یوسفی فی ارشادِ السیفی، رکھا اِن شاء اللہ العزیز اس کو زیورِ طباعت سے آراستہ کیا جائے گا۔

تین ماہ حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گذارنے کے بعد مدرسہ مظہر العلوم میں شیخ القرآن والحدیث مولوی حمد اللہ الداجوی کے پاس حاضر ہوئے اور اُن کے پاس دو سال کے عرصہ میں صحاحِ ستّہ، شرح معانی الآثار للامامِ الطحاوی رحمۃ اللہ علیہ، موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، موطا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ پڑھیں اور چار ربیع الاول ۱۴۰۳ھ نبوی کو سندِ روایت اور اجازتِ تدریس حاصل کی۔

اس کے علاوہ اُن سے ترجمۃ القرآن بھی پڑھا اور اس کی سند حاصل کی اور اس مدرسہ مذکورہ کے صدر مدرس مولوی عنایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے تفسیر بیضاوی، جلالین، مشکوٰۃ المصابیح اور ہدایہ اخیرین پڑھیں۔

اس عرصہ میں آپ مدظلہ حضرت عارفِ باللہ حضرت اخندزادہ مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے طریقۂ نقشبندیہ اور چشتیہ میں خلیفہ ہوئے۔

۱۴۰۳ھ میں مدرسہ سے فارغ ہونے کے بعد حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے

حکم سے مدرسہ سیفیہ کھجوری، باڑہ منڈی گس میں مدرس مقرر ہوئے اور چار سال تک جب اِس خدمت کو سرانجام دیا تو حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے طریقۂ قادریہ اور سہروردیہ میں اجازت مطلقہ کے ساتھ مجاز ہوئے۔

اس لیے فرماتے ہیں کہ

دادِ حق را قابلیت شرط نیست

بلکہ شرط است قابلیت داد اوست

مصنف مدظلہٗ نے اسی نعمتِ عظمٰی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنے اشعار میں حضرت مجددِ دوران، اخندزادہ سیف الرحمٰن قدس سرہٗ المنان کی تعریف فرمائی۔

لطف دیدم از کمالت باز خواہم لطفہا

از بسِ امید نیز امید خواہاں آمدم

ملک جان از یکنگاہت جز و شُد بر کیمیا

یک نگاہِ دیگرت را عذر گویاں آمدم

شنگرفم باسم فاراندر رصاصِ ملک دل

ای گوگردی احمدے را از تو جویاں آمدم

بر کریماں کارہائے عُسر سہل آید یقین

ہمچو خاکم بے بضاعت بر سر خواں آمدم

(معنویم) بے سر و پا دست بر دامانِ یار

در تمنائے طلب ہمچوں گدایاں آمدم

اب مدرسہ ابوحنیفہ پشاور میں ۱۴۰۹ھ سے لے کر ۱۴۱۲ھ کے درمیانی

تین سال کے عرصہ سے تدریس کی مصروفیت میں مشغول ہیں۔

اختتام پر مصنف مدظلہ کی تالیفات کا تحدیثِ نعمت کے طور پر تذکرہ بھی کیا جاتا ہے۔

مصنف مدظلہ کی زیادہ تر کتب عقائد پر ہیں کیونکہ فی زمانہ ایسے گمراہ فرقے موجود ہیں جو عوام الناس کو اپنے ساتھ گمراہی میں گھسیٹنا چاہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ایسے باطل فرقوں سے محفوظ فرمائے۔آمین!

مصنف مدظلہ کی کتب مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) مثنوی یوسفی فی ارشاد السیفی
(۲) تعلیم الصبیان فی مسلک ابی حنیفۃ النعمان رحمۃ اللہ علیہ
(۳) غایۃ المرام فی ترک القراءۃ خلف الامام
(۴) نماذج الجرائد من رسائل ادارۃ دروس تعلیم العقائد
(۵) المنہج القدسیہ فی کیفیۃ اسباقِ الطریقۃ القادریہ
(۶) الہامات الٰہیہ ترجمۃ فارسی المنہج القدسیۃ
(۷) درۃ البیان فی سیرتِ حضرت آخندزادہ سیف الرحمٰن قدس سرہٗ المنان
(۸) نزھۃ الریان ترجمۃ فارسی درۃ البیان
(۹) تعلیمات سیفی
(۱۰) الاربعین من احادیث سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
(۱۱) الہلال فی افشاء عقائد الضلال
(۱۲) حصن الامان من الفتن فی ھذا الزمان

(۱۳) الادلۃ السیفیۃ من الاحادیث النبویۃ

(۱۴) المسلک السیفی فی الرد علیٰ عقائد السلفی

(۱۵) ایات العیان فی مناقب ابی حنیفۃ النعمان رحمۃ اللہ علیہ

(۱۶) الآثار الواضحات فی اثبات الکرامات فی الحیاۃ و بعد المماۃ

(۱۷) قول الرشاد فی نفی الجبر عن افعال العباد

(۱۸) مختصر العقائد

(۱۹) تراجم الاولیاء

(۲۰) النصوص السیفیۃ فی الطریقۃ النقشبندیۃ

پہلی کتاب کے بعد جو آٹھ کتب ہیں وہ شائع ہو چکی ہیں۔ اللہ رب العزت باقی تمام کتب کو شائع کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

السید عبدالرحمٰن الحسینی

شاگردِ رشید مؤلف کتابِ ھذا

بفیضان [illegible]

بنظر

حضرت خواجہ اخندزادہ

سیف الرحمن

پیر ارچی خراسانی

آپ کے 100 اہم شرعی مسائل کا حل

توضیح المسائل

ترجمہ انفع الوسائل فی متفرقات المسائل

مصنف: حضرت علامہ ابوالاسفار علی محمد البلخی حفظہ اللہ تعالیٰ

باہتمام: حضرت صاحبزادہ حاجی محمد نجیب اللہ سیفی حفظہ اللہ تعالیٰ

مترجم: سید فیاض احمد شاہ سیفی

ناشر: مکتبہ سیفیہ

مرکزی آستانہ عالیہ سیفیہ فقیر آباد شریف

(لکھو ڈیر) رنگ روڈ نزد محمود بوٹی انٹرچینج لاہور